بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ

وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ ﷺ

بچپنِ مصطفیٰ ﷺ و میلادِ مصطفیٰ ﷺ

مصنف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی

مصنف

حضرت سید حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ)

اویسی بک سٹال

0333-8173630

بچپنِ مصطفیٰ ﷺ و میلادِ مصطفیٰ ﷺ

مصنف

حضرت سید حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ)

مصنف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی

اویسی بک سٹال

0333-8173630

جملہ حقوق محفوظ ہیں

باجازت: صاحبزادہ سید جلال الدین قادری الجیلانی

نام کتاب : بچپن مصطفی ﷺ و میلاد مصطفی ﷺ

مصنف : حضرت علامہ الحافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی

مصنف : سید محمد حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ)

پروف ریڈنگ : محمد نعیم اللہ خاں قادری

صفحات : طاہر کمپوزنگ سنٹر کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

قیمت : 150 روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز اُردو بازار لاہور/ نعیمیہ بک سٹال حق سٹریٹ لاہور
جلالیہ صراط مستقیم گجرات/ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور/ رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ/ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر/ مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموکی
مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ/ مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں/ کرمانوالہ بک شاپ اُردو بازار لاہور
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور/ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
اسلامک بک کارپوریشن، راولپنڈی، مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان/ مکتبہ صابریہ لاہور/ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	7
۲	دعائے خلیل علیہ السلام	8
۳	دودھ پلانے والیاں	11
۴	برکات میلاد شریف	13
۵	سیدہ حلیمہ سعدیہ	15
۶	ندا ہاتف غیب	22
۷	بچپن میں مدینہ کا سفر	23
۸	مرثیہ جنات	28
۹	دلیل ایمانِ آمنہ	29
۱۰	ایمان کی روشن دلیل	32
۱۱	حکایت	33
۱۲	بادل سایہ کرتا	39
۱۳	گانے باجے سے حفاظت	42

۱۴	تاریخ ولادت	46
۱۵	تاریخ ولادت کا اختلاف	47
۱۶	معجزاتِ ولادت	49
۱۷	بچپن کی عادتِ کریمہ	56
۱۸	رضاعت کے دوران کے معجزات وواقعات	58
۱۹	بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھ میں	65
۲۰	بکریوں کے قصے اور معجزات	75
۲۱	مختلف معجزات وواقعات	77
۲۲	بادلوں کا سائبان	79
۲۳	ستر پوشی کے لئے غیبی فرشتے	80
۲۴	بحیرا راہب کی شہادت	83
۲۵	بچپن میں ڈاکوؤں سے مکالمہ	86
۲۶	تعارف بابا رتن رضی اللہ عنہ	89
۲۷	ظہورِ معجزہ شق القمر	91
۲۸	بچوں سے خوش طبعی	94

﴿فہرست﴾

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	میلادِ مصطفی ﷺ	99
۲	مختصر تعارف..... حضرت جلالۃ العلم رشید پادشاہ رحمۃ اللہ علیہ	100
۳	حقیقت محمدی ﷺ	109
۴	روزنامہ ''سیاست'' کا وقیع تبصرہ......	118
۵	انتساب	120
۶	میلاد النبی ﷺ کی تقاریب کو ترک کر دینے کی تمام مسلمانوں سے بن باز کی اپیل ''بدعت اور تشبہ کے اعتراضات	123
۷	بن باز کی اپیل کا جواب	124
۸	بن باز کے فتوے کا تقریری جواب	133
۹	لفظ عید کی تحقیق	133
۱۰	حصول نعمت کے دنوں کی یاد منانے کا حکم	134
۱۱	ہر پیر کو جب روزہ رکھنا سنت ہے تو پھر یوم میلاد منانا بدعت کیسے؟	135
۱۲	ہر فرض نماز کا ایک ایک نبی کی یادگار ہونا	137
۱۳	شب میلاد شب قدر سے افضل کیوں ہے؟	139
۱۴	حضور ﷺ کے نور ہونے کی وضاحت	140
۱۵	میلادِ مصطفی ﷺ کی خوشی منانے پر مشرک وکافر پر نزول رحمت	141

۱۶	مولد النبی ﷺ کی تعظیم پر خلفائے راشدین کا عملدرآمد	143
۱۷	مولد النبی ﷺ کی تعظیم وقراءت پر بزرگانِ دین کے ارشادات	144
۱۸	میلاد شریف کی کتاب لکھنے پر انعام	150
۱۹	میلاد النبی ﷺ کا شرعی حکم کیا ہے؟	151
۲۰	یوم میلاد منانا بدعت ضلالہ ہرگز نہیں	155
۲۱	قرآن ایک قانون ودستور ہے اور امر کلی	160
۲۲	عجیب وغریب منطق	
	"سنت وبدعت کے ثبوت کی تلاش حدیث کی بجائے قرآن میں"	162
۲۳	حضور ﷺ کے وسیلہ سے فتح ونصرت کا طلب کیا جانا	163
۲۴	رسول اللہ ﷺ نے اپنی شان خود بیان فرمائی	166
۲۵	عامر یمنی اور اُن کی بیوی کا مشاہدہ	169
۲۶	حضرت سیدہ آمنہ علیہا السلام کا انتخاب	175
۲۷	ہر مہینہ میں ایک نبی کا خواب میں آکر خوشخبری دینا	178
۲۸	سفر نور مصطفیٰ ﷺ	180
۲۹	شب میلاد کے عجائبات اور انوار کا نزول	181
۳۰	حکم الٰہی سے زمین وآسمان میں خصوصی انتظامات	183
۳۱	کمال حسن وجمال، نور مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے چند اہم شہادتیں	186
۳۲	شیخ الاسلام حضرت انوار اللہ خان بہادر فضیلت جنگ	
	کے قول فیصل پر خاتمہ کتاب	188
۳۳	"بشائر الخیرات" پر ایک بصیرت افروز تبصرہ	201

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ! عرف میں بچپن پیدائش سے سن شعور تک ہوتا ہے اس کے بعد لڑکپن تا بلوغ پھر جوانی وغیرہ لیکن یہاں ہم نے سرکار دو عالم ﷺ پر لڑکپن کا اطلاق اچھا نہیں سمجھا۔ دونوں کو ملا کر آپ ﷺ کے لئے بچپن استعمال کیا ہے اور اس سے مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر مجبور محض اور بے خبر سمجھنے والوں کو معلوم ہو کہ حضور نبی پاک ﷺ پیدائش سے ہی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ محض تعلیم اُمت کے لئے یہ طریقے اختیار فرمائے کہ بچپن کیسا ہو اور لڑکپن کیسا اور جوانی کیسی۔ اسی لئے آپ کے ہر طور طریقہ کو ہم بشریت سے تعبیر کرینگے لیکن امتیازی شان بھی تسلیم کرینگے اور یقین کرینگے کہ نبی کریم ﷺ پیدائشی طور عالم ہیں اور آپ کی ہر ادا نرالی۔ فقیر نے یہ رسالہ ایک عرصہ پہلے جمع کر رکھا تھا۔ عزیزم حاجی محمد احمد صاحب اور حاجی محمد اسلم صاحب کی استدعا پر انہیں کے حوالہ کرتا ہوں مولیٰ عزوجل اسے فقیر کیلئے توشۂ آخرت اور عزیزوں کے لئے موجب نجات اور قارئین کے لئے مشعلِ راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

دُعائے خلیل علیہ السلام

ہزار سال پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا مانگی تھی اسی کا نتیجہ میں ہوں (فرمانِ رسول ﷺ)

حضرت عرباض بن ساریہ کی روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب آدم علیہ السلام ابھی گارے میں تھے، تمہیں بتاؤں کہ میرا پہلا امر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے مجھے جننے کے وقت دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیبیوں سے دو بیٹے تھے، ایک بیوی حضرت سارہ، دوسری بیوی حضرت ہاجرہ۔ حضرت ہاجرہ کے فرزند کا نام شمائل تھا۔ عربوں نے اس کا تلفظ تبدیل کر کے اس کو اسماعیل علیہ السلام بنا دیا۔ حضرت سارہ سے جو بیٹا ہے اس کا نام ہے اسحاق علیہ السلام۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں یعقوب۔ ان حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے دیئے تھے۔ ان بارہ بیٹوں کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اور بنی اسرائیل میں چودہ ہزار پیغمبر آئے ہیں۔

حضرت اسماعیل کی اولاد میں صرف ایک نبی ہیں۔ اوّل و آخر جن کا نام محمد ﷺ ہے۔ اور قریش کے ایک گھرانے میں جو عبدالمطلب کا گھرانہ تھا آپ تشریف لائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس خاندان اور اس گھرانے میں پیدا کیا ہے کہ جس گھرانے سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا تک، جتنے آباء ہیں، جتنی مائیں ہیں، جتنے مرد ہیں سب نے نیک ازدواجی زندگی بسر کی ہے۔ اس میں کوئی آدمی، عورت، مرد زنا میں ملوث نہیں ہوا۔ اندازہ لگایئے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش تک لاکھوں مرد اور عورتیں ہیں۔ یہ خبر نبی پاک ﷺ نے دی۔

علم غیب

نبی پاک ﷺ کی علمی وسعت نہ بھولنا کہ کیسے وثوق سے لاکھوں انسانوں کے متعلق صفائی بیان فرما دی حالانکہ عام آدمی صرف اپنی ماں اور باپ کے متعلق کسی قسم کی صفائی نہیں دے سکتا۔

حضور سید عالم ﷺ کی پیدائش رُوئے زمین کے اس مرکزی مقام پر ہوئی ہے جو پوری دنیا کا مرکز ہے، اور وہ مکہ ہے، جبکہ از روئے خاندان ایسے خاندان میں ہوئی جو روئے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے افضل خاندان ہے جو آگے چل کر خاندان قریش کہلایا۔

حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ کی پیدائش سب کیلئے رحمت کا باعث بنی، اس لئے کائنات کا اس پر فخر و ناز بجا ہے۔

عالم انسانی اندھیروں میں ڈوب چکا تھا۔ کاروانِ زندگی اپنی راہ و منزل کو گم کر کے بھول بھلیوں میں سرگرداں تھا۔

حیات انسانی کا وجود شرک و بت پرستی سے پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ روحِ انسانی بلکہ روحِ کائنات ہی مضطرب و پریشان تھی۔ اسے اس نجات دہندہ ہستی کا انتظار تھا جس نے رحمت اللعالمین بن کر ظاہر ہونا تھا۔ وہ عظیم ہستی جس کی منتظر حیات و زمانہ تھی انسانیت کیلئے نہیں بلکہ تمام عوالم کے لئے رحمتِ تمام تھی۔ وہ ختم الرسل اور خاتم النبیین تھی اور اسے دنیا میں ایک عالمگیر و ہمہ گیر حسین و منور اور مثالی ولاثانی انقلاب لانا تھا اور حسین و منور مثالی معاشرے کی تشکیل و تعمیر کرنا تھی، جس سے تمام بنی نوع انسان کو بالخصوص ابد تک کیلئے مستفید ہونا تھا۔

آخر وہ ساعتِ سعید اور مبارک دن آ گیا جس کا زمانہ منتظر تھا۔ صحرائے عرب کی دوشیزہ، سرزمین بیت اللہ کے امین مکہ معظمہ کا مقدس شہر، حضرت عبدالمطلب کا گھر، واقعہ فیل کا پہلا سال، ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ اور دوشنبہ (پیر) کی صبح سعادت تھی کہ صاحب جمال و جلال، نبی رُحمت، پیغمبرِ اعظم، خاتم النبیین ﷺ کا ظہور ہوا۔

اس وقت ایران میں نوشیروان عادل حکومت کرتا تھا، اور یمن میں حاتم طائی کی سخاوت کا شہرہ تھا۔ آپ ﷺ واقعہ فیل سے چالیس دن بعد پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں مقام سوق اللیل کے اس مکان میں ہوئی تھی جو حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی کا مکان کہلاتا ہے۔ آپ کی ولادت والا حجرہ اُس گھر کا ایک حجرہ بنا دیا گیا جسے ایک مدت کے بعد خلیفہ ہارون رشید کی والدہ خیزران نے مکان سے علیحدہ کر کے مسجد میں تبدیل کر دیا جس میں نماز پڑھی جانے لگی۔

عالم انسانی پر قیامت نما طویل و سیاہ رات چھائی ہوئی تھی اور وہ جرم و گناہ کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ رُشد و ہدایت کا آفتاب درخشاں طلوع ہوا، اور انسان پر دنیاوی و اُخروی کامیابیوں کی راہ و منزل وا ہو گئی، اس طرح کاروانِ انسانیت نبی رُحمت، پیغمبرِ اعظم و آخر ﷺ کی قیادت و متابعت میں ترقی و کامیابی کی راہ پر گامزن ہو گیا۔ اس اعتبار سے یہ انسانیت کے مقدر کی رات اور ان گنت راتوں میں افضل و اعلیٰ رات تھی۔

ختنہ

حضور سید عالم ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی ولادت مبارک کی نوید جانفزا سُنی تو انتہائی خوش ہوئے۔ آپ ﷺ کو دعا کیلئے خانہ کعبہ میں لے گئے۔

عقیقہ

ساتویں دن عقیقہ کیا۔ سنتِ ابراہیمی کے مطابق سردار عبدالمطلب نے مکہ مکرمہ کے ہر گھر سے ایک ایک نفر کو عقیقہ کی دعوت کیلئے مدعو کیا، ایک ہزار نفر شریک ہوئے۔

دودھ پلانے والیاں

حضرت سیدہ آمنہ کے بعد ثویبہ نے کچھ روز دودھ پلایا۔ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش کی خوش خبری ثویبہ نے ابولہب کو سب سے پہلے سنائی تھی، اس خوشی میں ابو

لہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ آزادی ملنے کے بعد ثویبہ نے دودھ پلایا۔ ثویبہ کے بعد سیدہ حلیمہ سعدیہ نے دو برس دودھ پلایا۔

دو برس کے بعد بھی کچھ عرصہ بعد حضور اکرم ﷺ کو اپنے پاس رکھا۔ آپ ﷺ حضرت حلیمہ کے پاس رہے۔ دو تین برس کے بعد بی بی حلیمہ سعدیہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس مکہ پہنچا دیا۔ اسی دوران بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو دو سال حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کفالت میں رہے۔ ان کے وصال کے بعد ابو طالب نے کفالت سنبھالی۔ بچپن کا کچھ حصہ، پھر جوانی اور اعلان نبوت ابو طالب کے دَور میں ہوا۔ کافی عرصہ ابو طالب کو کفالت کا موقعہ ملا۔ ان مختصر حالات کی تفصیل حاضر ہے۔

دور رضاعت

ولادت باسعادت کے بعد صرف تین چار روز نبی پاک ﷺ کو والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا اس کے بعد ثویبہ رضی اللہ عنہا نے۔

ثویبہ کا تعارف

ثویبہ (بضم ثاء و فتح واو سکون یاء) ابولہب کی کنیز تھیں۔ مروی ہے کہ جس شب نبی پاک ﷺ کی ولادت ہوئی تو ثویبہ نے ابولہب کو نوید سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے برسم عرب ثویبہ کو مبارکبادی سنانے پر آزاد کر دیا اور حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کو دودھ پلائے اور اظہار مسرت کیا۔

برکاتِ میلاد شریف

اسی حدیث سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے کہ ایک کافر نے شب میلاد رسمی طور خوشی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کی طرف سے اس کے بدلہ میں اسے سوموار کی رات عذاب سے تخفیف کر دی حالانکہ اس کی مذمت میں آیت قرآن نص ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "دریں جا سند است اہل موالید الخ یعنی اسی حدیث میں میلاد کرنے والوں کے لئے سند ہے کہ ولادت کی خوشی کا اظہار کریں اور خوب مال خرچ کریں (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۶) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کا سلسلہ طویل ہے وہ بعد کو عرض کروں گا۔ حضرت ام ایمن نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے بعد حضور ﷺ کی پرورش کے فرائض انجام دیئے۔

تعارف اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا

آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی) کی باندی تھیں۔ حضور رسولِ اکرم ﷺ کو والد کی میراث سے ملی تھیں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی حضور ﷺ کو بھوک اور پیاس کی شکایت کرتے نہ دیکھا، اگر ایسا ہوتا کہ دوپہر کو کھانے کا کہا جاتا تو آپ فرماتے کہ مجھے کھانے کی رغبت نہیں۔ یہ وہی ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا پیشاب مبارک نوش فرمایا۔ یہی ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت آمنہ کے وصال کے وقت ابواء میں ساتھ تھیں۔

اسلام مرضعات

جتنی بیبیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تمام اسلام سے مشرف ہوئیں۔

(۱) ثویبہ کے اسلام میں اختلاف ہے، بعض محدثین انہیں صحابیات میں شمار کرتے ہیں۔ سِیَر کی کتابوں میں ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم رضاعت ان کا اعزاز و اکرام فرمایا، اور مدینہ مطہرہ سے ان کے لئے کپڑے اور انعام بھجواتے۔ ان کی وفات غزوۂ خیبر کے بعد ۸ ھ میں ہوئی ہے اور حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ مکرمہ تشریف لائے تو ان کے رشتہ داروں کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا کوئی عزیز و قریب ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی نہیں ہے۔

فائدہ :انہیں ثویبہ نے سید الشہدا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا ہے، اس بنا پر حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے درمیان رضاعی بھائی کی نسبت بھی ثابت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

(۲) منقول ہے کہ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دن سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند دن ثویبہ کا دودھ پیا، اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ ان کا اپنا نام و نسبت ہی حلم و وقار اور سعادت کے ساتھ متصف تھا اور وہ اُس قبیلہ بنی سعد بن بکر سے ہیں جن کی شیریں زبانی، اعتدالِ آب و ہوا اور فصاحت و بلاغت مشہور و معروف ہے۔ مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں اس لئے کہ میں قریشی ہوں"۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ

ان کے اسلام میں بھی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ انکا اسم مبارک حلیمہ بھی اسلام کی محبوب خصلتوں پر دال ہے۔ چنانچہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ عبد القیس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

"ان فيك الخصلتين يحبها الله و رسوله الحلم و الاناة"

ترجمہ:۔ تجھ میں دو خصلتیں ہیں، خدا اور رسول کو پیاری ہیں حلم اور بردباری۔ ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت و نیک طالعی ہے۔ شرفِ اسلام و صحابیت سے مشرف ہوئیں۔

"كمابينه الامام مغلطائى فى جزء حافل سماه التحفة الجسيمه فى اثبات اسلام حليمه"

جب روزِ حنین حاضرِ بارگاہ ہوئی ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قیام فرمایا اور اپنی چادرِ انور بچھا کر بٹھایا (الاستیعاب ج ۴ ص ۲۷۰)

طفیل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نہ صرف مرضعات (دودھ پلانے والیاں) بلکہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے شوہر اور بعض اعزہ و اقارب کو بھی دولتِ ایمان و اسلام نصیب ہوئی۔ بعض کا ذکر حاضر ہے۔

(۱) سیدتنا حلیمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت حارث سعدی بھی شرفِ اسلام و صحبت مبارک سے مشرف ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے۔ راہ میں اہلِ قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی تو سنو، وہ کہتے ہیں کہ مُردے

زندہ ہوں گے اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حقیقتِ حال کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتاؤں گا کہ دیکھو یہ وہی دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا، یعنی روز قیامت۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے۔ ''اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں''۔ رواہ یونس بن بکیر۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ''اَصْدَقُھَا حَارِثٌ وَّ ھَمَّامٌ'' سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث و ہمام ہیں۔

(رواہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والنسائی ...... عن ابی لھیمی رضی اللہ عنہ)

(۲) حضور رسول اکرم ﷺ کے رضائی بھائی، جو پستان شریک تھے، جن کے لئے حضور سید العادلین ﷺ بایاں پستان چھوڑ دیتے یعنی حضرت عبداللہ سعدی ابن حلیمہ سعدیہ، یہ بھی مشرف باسلام وصحبت ہوئے۔

(کما عند ابن سعد فی مرسل صحیح الاسناد)

(۳) حضور سید عالم ﷺ کی رضائی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں، سلاتیں، اسی لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں، شیما سعدیہ رضی اللہ عنہا یعنی نشان والی، علامت والی، جو دور سے چمکے، یہ بھی مشرف باسلام و صحابیت ہوئیں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور پُر نور ﷺ کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں تو تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی تو جوشِ محبت

سے اپنی پستانیں دہن اقدس میں رکھیں۔ تینوں کے دودھ اتر آیا۔ تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنی زنِ شریفہ، رئیسہ کریمہ، سراپا عطر، آلود تینوں قبیلہ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے'' ذکرہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب''، بعض علماء نے حدیث ''اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ مِنْ بنی سلیم'' کو اسی معنی پر استدلال کیا (نَقَلَهُ السُّهَيْلِي) یعنی وہ بھی دولتِ اسلام سے نوازی گئیں۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آئندہ اوراق ملاحظہ ہوں۔

مدتِ رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حضور سرور عالم ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں ۲ سال رہے، اسی دوران آپ کی رضاعی بہن حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی بی بی شیما رضی اللہ عنہا آپ کی دیکھ بھال کرتی اور کھلاتی پلاتی تھی۔ یہ وہی شیماء ہے جس نے غزوۂ حنین کے بعد قیدی عورتوں میں کسی صحابی سے کہا کہ میں تمہارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی رضاعی بہن ہوں تو لوگ اسے نبی پاک ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضرت شیماء نے کہا: اے محمد ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی ثبوت ہے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو بعض واقعات یاد دلائے۔ حضور نے اپنی چادر اسکے لئے بچھائی، اس پر اسے بٹھایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رُخسار مبارک پر بہنے لگے۔ حضور رسول اکرم ﷺ نے حضرت حلیمہ اور ان کی قوم کا حال دریافت فرمایا؟ اس نے کہا'' وہ دنیا سے رخصت ہوگئی'' بعد ازاں آپ نے

شیماء سے فرمایا کہ اگر چاہو تو ہمارے پاس رہو اور معزز و مکرم رہو، اگر چاہو تو انعام و اکرام دیکر تمہیں گھر واپس کر دیا جائے۔ اس نے گھر جانے کو کہا تو آپ ﷺ نے اسے ایک باندی، تین غلام اور بکریاں دیکر رخصت فرمایا۔ حضرت شیماء زیور ایمان سے آراستہ ہو کر اپنے گھر لوٹی۔ (مدارج جلد۲،ص ۵۲۶)

چار سال

وہ دو سال رضاعت کے تھے، اس تکمیل کے بعد حضرت حلیمہ حضور سرور کونین ﷺ کو مکہ مکرمہ لے آئیں لیکن اس کا جی چاہتا تھا کہ کچھ عرصہ مزید حضور ﷺ اس کے پاس رونق افروز رہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ چونکہ مکہ مکرمہ میں وباء پھیلی ہوئی ہے اس لئے میں آپ کو اپنے قبیلہ میں لیجانا چاہتی ہوں، سیدہ آمنہ اس پر راضی ہو گئیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو دوبارہ اپنے قبیلہ بنی سعد میں لے آئیں۔
اس مرتبہ دو یا تین سال مزید آپ ﷺ یہاں رہے۔ اس دوران شق صدر ہوا۔

واقعہ شقِ صدر

روایت ہے کہ آپ ﷺ دوسری بار قبیلہ ہوازن میں لائے گئے تو آپ ﷺ کو شق الصدر کا واقعہ پیش آیا۔ شق الصدر کے واقعے سے متعلق ابن ہشام سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔

(حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) اللہ کی قسم! آپ ﷺ کو (دوبارہ) ساتھ لے کر

آئی تو چند ماہ بعد ایک واقعہ رونما ہوا۔ آپ ﷺ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ بکریوں کے بچوں کے ریوڑ میں ہمارے گھر کے عقب میں تھے کہ آپ ﷺ کا بھائی ہانپتا کانپتا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا مرا جو قریشی بھائی ہے اسے دو شخصوں نے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں پکڑ لیا اور لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا اور اسے مار رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں اور آپ ﷺ کے رضاعی والد آپ کی طرف دوڑے اور دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ سخت مکدر تھا۔ ہم نے آپ ﷺ کو گلے لگالیا اور پوچھا ہمارے بیٹے! کیا ہوا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مرے پاس دو شخص آئے تھے وہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ انہوں نے مجھے لٹا کر مرا سینہ چاک کیا اور کوئی چیز نکالی جو میں نہیں جانتا کہ کیا تھی؟ پھر ہم آپ ﷺ کو لے کر اپنے ڈیرے کو لوٹے۔ (ابن ہشام)

شق صدر کی روایات از ابن اسحاق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ جب میں اپنی ماں کے بطن سے آیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس سے بلاد شام کے محل ان پر منکشف ہوگئے۔ بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر میں نے پرورش پائی۔ میں اپنے گھروں کے پیچھے اپنے بھائی کے ساتھ تھا اور ہم بکریوں کے بچے چرارہے تھے کہ سفید کپڑوں میں ملبوس دو شخص برف سے بھرا سونے کا ایک طشت لے کر میرے پاس آئے انہوں نے مجھے پکڑا اور مرا بطن یا سینہ چاک کیا۔

میرا قلب نکالا اور اسے بھی چاک کیا، اس میں سے ایک کالے گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینک دیا۔ پھر انہوں نے میرا دل اور سینہ اس برف سے یہاں تک دھویا کہ اسے پاک وصاف کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ''انہیں ان کی امت کے دس شخصوں کے مقابل تولو''۔ جب مجھے ان کے مقابل تولا تو میں وزن میں ان سے بڑھ گیا۔ پھر اس نے کہا'' ان کی اُمت کے ہزار افراد کے مقابل تولو''۔ اس نے مجھے اس کے مقابل وزن کیا تو میں پھر بڑھ گیا۔ تو یہ دیکھ کر اس نے کہا'' انہیں چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! اگر تم انہیں ان کی ساری امت سے تولو گے تو بھی ان کا وزن بھاری ہوگا''۔

فائدہ: بعض لوگوں کو شق صدر کے واقعہ پر اعتراض ہے یہ ان کی کم علمی کی دلیل ہے، پھر یہ صرف ایک بار نہیں کئی بار ہوا۔ اس میں ایک نہیں بیشمار حکمتیں و اسرار ہیں۔ فقیر نے ایک مستقل تصنیف '' رفعۃ القدر فی شق الصدر'' میں اسرار وحکم اور معترضین کے اعتراضات کے جوابات مفصل ومحقق بیان کئے ہیں۔
الحمد للہ علی ذلک

بی بی آمنہ کے ہاں واپسی

اس دوسری دفعہ واپسی کا سبب وہی شق صدر رہا۔ چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب شق صدر کا قضیہ پیش آیا تو میرے شوہر اور دوسرے لوگوں نے مشورہ دیا کہ اس سے پہلے کہ آپ کو کوئی گزند پہنچے بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ کو ان کی والدہ

ماجدہ اور ان کے جدِّ امجد کے سپرد کر دینا چاہئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد ہم حضور ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چل دیئے، جب ہم مکہ کے قُرب وجوار میں پہنچے تو میں حضور ﷺ کو ایک جگہ بٹھا کر قضائے حاجت کے لئے چلی گئی، جب واپس آئی تو حضور کو اس جگہ موجود نہ پایا۔ بہت تلاش وجستجو کی مگر کوئی نام ونشان نہ پایا۔ ناامید ہو کر سر پر ہاتھ مار کر وامحمداہ والداہ کہہ کر پکارنے لگی۔ اتنے میں ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹیکتا میرے پاس آیا، اس نے مجھ سے کہا: اے سعدیہ! کیا بات ہے، کیوں نالہ وشیون کر رہی ہو؟ میں نے کہا کہ میں نے محمد بن عبدالمطلب کو اپنے پاس رکھا تھا۔ اب میں انہیں لے کر ان کی والدہ اور دادا کے سپرد کرنے آئی تھی لیکن وہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ بوڑھے نے کہا: روؤ نہیں اور غم نہ کھاؤ میں تمہیں اس کی رہنمائی کرتا ہوں جہاں وہ ہوں گے۔ اگر اس نے چاہا تو ممکن ہے کہ ہمیں ان تک پہنچا دے۔ میں نے کہا: میری جان تم پر قربان! بتاؤ وہ کون ہے؟ بوڑھے نے کہا: وہ بڑا بت ہے، جس کا نام ہبل ہے وہ بڑا مرتبہ والا ہے وہ جانتا ہے کہ تمہارا فرزند کہاں ہے۔ میں نے کہا: خرابی ہو تیری! کیا تُو نہیں جانتا اور تُو نے نہیں سنا کہ اس فرزند کی ولادت کی رات میں بتوں پر کیا گزری تھی۔ وہ سب ٹوٹ کر اوندھے گر پڑے تھے۔ بوڑھا زبردستی مجھے ہبل کے پاس لے گیا اور اس کا چکر لگوایا اور میرا مقصد اس نے بت کے سامنے بیان کیا تو ہبل سر کے بل گر پڑا اور دوسرے تمام بت اوندھے ہو کر گر پڑے۔ ان کے خول سے یہ آواز آئی۔ اے بوڑھے! ہمارے سامنے سے دور ہو

اور اس فرزندِ جلیل کا ہمارے سامنے نام نہ لے کیونکہ اس ذاتِ مبارک کے ہاتھ سے ہماری ہلاکت، تمام بتوں کی تباہی اور تمام پجاریوں کی بربادی ہوگی۔ اس کا رب انہیں ہرگز ضائع نہ کرے گا اور وہ ہر حال میں اس کا محافظ ہے۔

ندا دی ہاتف غیب نے

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت عبدالمطلب کے پاس آئی۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: کیا بات ہے، میں تمہیں فکر مند اور پریشان دیکھ رہا ہوں، اور ہمارا محمد ﷺ تمہارے ساتھ نہیں ہے؟ میں نے کہا: ''اے ابو الحارث! میں محمد ﷺ کو خوب اچھی طرح لا رہی تھی، جب میں مکہ میں داخل ہوئی تو میں انہیں بٹھا کر قضائے حاجت کے لئے چلی گئی، واپسی پر وہ غائب ملے۔ ان کی جستجو و تلاش میں بہت زیادہ سرگرداں رہی مگر کوئی خبر نہ پاسکی''۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کو آواز دی کہ اے آلِ غالب میرے پاس آؤ۔ جب تمام قریش جمع ہوگئے تو قریش نے کہا: اے سردار! آپ کو کیا معاملہ درپیش ہے؟ فرمایا: میرا فرزند محمد ﷺ گم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد عبدالمطلب اور تمام قریش سوار ہو کر حضور ﷺ کی تلاش میں نکلے اور مکہ کی اعلیٰ و اسفل، ہر جگہ میں تلاش کیا مگر حضور ﷺ نہ ملے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب مسجد حرام میں آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور بارگاہِ الٰہی میں مناجات کی۔ یہاں آپ نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی کہ اے لوگو! غم نہ کھاؤ کیونکہ محمد ﷺ کا خدا محافظ ہے، وہ آپ کو اپنی

حفاظت سے کبھی دور نہ فرمائے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا: اے ہاتفِ غیبی! مجھے بتاؤ کہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا: تہامہ کی وادی میں ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؓ وادی تہامہ کے جانب چل دیئے۔ راہ میں ورقہ بن نوفل ان کے سامنے آئے وہ بھی ان کے ہمراہ ہولئے۔ یہاں تک کہ جب وادی تہامہ پہنچے تو دیکھا کہ حضور ﷺ کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں اور اس کے پتے چن رہے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا ''مَن انتَ یَا غُلَامُ'' اے فرزند تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: میں محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا۔ میری جان تم پر قربان ہو، میں تمہارا دادا عبدالمطلب ہوں، اس کے بعد انہوں نے حضور کو سواری پر اپنے آگے بٹھایا اور خوش خوش مکہ مکرمہ لے آئے۔ اور بہت سا سونا اور بے شمار اونٹ صدقہ میں دیئے۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ کو قسم قسم کے انعام و اکرام سے مالا مال کیا، وہ اپنے قبیلہ کی جانب لوٹ گئیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس گمشدگی میں کیا بھید تھا۔ بعض مفسرین آیہ کریمہ ''ووجدك ضالا فهدى'' کی یہی تفسیر کرتے ہیں (مدارج النبوۃ)

بچپن میں مدینہ کا سفر

آپ ﷺ چھ برس کے تھے جب صحرا سے واپس آئے ہی تھے۔ ماں نے ابھی جی بھر کر دیکھا بھی نہ تھا اور مکمل پیار بھی نہیں کیا تھا۔ پیارے بیٹے کو دیکھا تو اسکے

باپ کی یاد آئی۔ خیال آیا کہ وہ ہوتے تو اپنے لختِ جگر کو دیکھتے تو کتنے خوش ہوتے، یقیناً ان کی روح بچے کو دیکھنے کیلئے بے قرار ہوگی۔ ان خیالات پر بچے کو باپ کی قبر پر لے جانے کا فیصلہ کیا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ جب حضور نبی پاک ﷺ چھ یا سات سال کے ہوئے تو سیدہ آمنہ حضور نبی پاک ﷺ کو لیکر آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کیلئے گئیں، ان کے ساتھ بی بی ام ایمن تھیں۔ قبیلہ بنی نجار کے ہاں مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ شادی کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ابھی تین ماہ ہوئے تھے کہ وہ تجارت کے لئے شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے، وہاں سے واپسی پر مدینہ پاک میں کھجوروں کے کاروبار کی غرض سے ٹھہرے، بیمار ہوئے اور یہیں پر رحلت فرمائی۔ نابغہ کے مکان میں دفن کیا گیا۔

بچپن میں مدنی تاجدار ﷺ کا قیام مدینہ میں

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مدینہ طیبہ میں ایک مہینہ گزار کر مکہ کو واپس ہونے لگیں تو دورانِ سفر مقام ابواء میں انتقال فرمایا اور اسی جگہ دفن کی گئیں۔ ابواء مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدہ آمنہ کی قبر انور مکہ مکرمہ کے مقام حجون میں جانب مُعلی یعنی بلندی میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ممکن ہے ابواء میں مدفون ہونے کے بعد انہیں مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا ہو۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان باتوں کو یاد

کرتے تھے جو آپ نے والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ کے قیام کے دوران مدینہ میں دیکھی تھیں، اور جب اس مکان کو ملاحظہ فرماتے جس میں سیدہ آمنہ نے اقامت فرمائی تھی تو فرماتے کہ اس مکان میں میری والدہ ماجدہ نے قیام کیا تھا۔ اور آنے جانے والے یہودی میری طرف دیکھ کر کہا کرتے کہ یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر مدینہ ان کا مقامِ ہجرت ہے، مجھے یہ سب باتیں یاد ہیں۔ ابونعیم، زہری کی سند سے، اسماء بنت جرہم سے روایت کرتے ہیں کہ اسماء بیان کرتی ہیں، میں اس وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی جس وقت انہوں نے وفات پائی، اس وقت حضور ﷺ پانچ سال کے بچے تھے اور اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔

اس مختصر عرصہ اور کمسنی ہی میں آپ ﷺ نے تیراکی سیکھ لی۔ مدینہ کے اس قیام وسفر کے اثرات آپ ﷺ کے قلب مبارک پر اس طرح مہر تسلیم ہوئے کہ زمانہ اس کو محو نہ کر سکا۔ چنانچہ آپ ﷺ کبھی کبھی اس واقعہ کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے۔

مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب ہم (بچے) بنی النجار کی گڑھی کے سامنے کھیلا کرتے تھے۔ گڑھی پر کوئی چڑیا آکر بیٹھتی تو اسے اڑانا ہمارا محبوب مشغلہ تھا۔ ہجولیوں میں ہمارے ساتھ ایک لڑکی بھی کھیلا کرتی تھی جس کا نام انیسہ تھا۔ بعد میں آپ ﷺ جب بھی ابواء سے گزرتے تو والدہ ماجدہ کی قبر پر جلوہ گر ہوتے اور آپ ﷺ پر رقت طاری ہو جاتی۔

فائدہ:۔ بعض نے کہا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ

حضرت ام ایمن کے ساتھ مدینہ پاک آپ کے دادا کے ننھیال خاندانِ بنونجار کو ملنے گئیں تا کہ آپ ﷺ کی ملاقات ان سے کرائیں کیوں کہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنت عمر خاندان نجار میں سے تھیں، لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ یہ رشتہ بہت دور کا تھا پھر اتنے دور کے رشتے داروں کی ملاقات کے لئے اتنا بڑا سفر کرنا کیسا؟ بعض مؤرخین کا یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کوتشریف لے گئیں تھیں۔ حضرت اسماء بن ابی رھم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت آمنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھیں، اس وقت حضرت محمد ﷺ کی عمر پانچ یا چھ سال تھی، آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے۔

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مِنْ غُلَام
يَا ابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَام
نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْعَلَّام
فُوْدِیَ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَام
بِمِائَةٍ مِنْ اِبِلٍ سِوَام
اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَام
مِنْ عِنْدِیْ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَامِ
تُبْعَثُ فِی التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَام
دِيْنِ اَبِيْكَ الْبَرِّ اِبْرَاهَام
فَاللّٰهُ اَنْهَاكَ عَنِ الْاَصْنَام
اَنْ لَّا تُوَالِيْهَا مَعَ الْاَقْوَام

(شرح زرقانی علی المواہب ج 1، ص 124، الخصائص الکبریٰ ج 1 ص 135)

ترجمہ:۔ اے بیٹے اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے، تو اس کا بیٹا ہے جس نے موت کی سختی سے ملک العلام کی مدد سے نجات پائی تھی۔ جب کہ صبح کے وقت عبدالمطلب نے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے اس کے بھائیوں کے درمیان قرعہ ڈالا اور تمہارے باپ کا نام نکلا تھا تو فدا کیا گیا تھا ان کے عوض ایک سو قیمتی اونٹوں کو۔ بیٹا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اگر وہ صحیح تھا تو پھر تو جن وانس کی طرح مبعوث ہوا ہے اللہ تعالیٰ صاحب جلال اور صاحب اکرام کی طرف سے، اور تو مبعوث ہوا ہے سرزمین حرام (مکہ مکرمہ) اور حلال (کل روئے زمین) کی طرف، اور تو مبعوث ہوا ہے حق و باطل کو ظاہر کرنے اور دین اسلام کو پھیلانے کے لئے، وہ دین جو تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، وہ ابراہیم جو محسن اور مطیع تھے، اور اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بتوں کی عبادت اور نصرت سے منع فرمایا ہے، اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ تُو لوگوں کے ساتھ مل کر بتوں کی تعظیم اور ان کے لئے ذبح وغیرہ کرے۔ پھر فرمایا۔

"كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ وَكُلُّ كَبِيْرٍ يَفْنٰى وَاَنَا مَيِّتَةٌ وَ ذِكْرِىْ بَاقٍ وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَوَلَدْتُ طُهْرًا ثم ماتت فكنا نسمع نوح الجن عليها فحفظنا من ذالك" (المواهب اللدنيه ج1 صفحه129)

ترجمہ:۔ ہر زندہ مرے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہوگی اور ہر بڑے سے بڑا بھی فنا ہوگا، میں مرجاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا کیوں کہ میں نے خیرِ عظیم (رسول اللہ ﷺ) کو چھوڑا ہے، اور میں نے طیب طاہر کو جنا ہے۔ پھر حضرت آمنہ نے وفات پائی تو ہم نے جنوں کا رونا، نوحہ کرنا سنا اور جو کچھ کہتے تھے ان کو یاد رکھا۔

(مواہب ص ۳۳ جلد ۱، مسالک الحنفاء ص ۴۲، مدارج النبوت، ابونعیم خصائص کبریٰ ص ۱۶۵ جلد ۱)

مرثیہ جنات

حضرت بی بی آمنہ کے وصال پر جنات نے جو اشعار پڑھے وہ یہ ہیں۔

نبكى الفتاة البرة الامينة
ذات الجمال والعفة الرزينة
زوجة عبدالله والقرينة
ام نبى الله ذى السكينة
وصاحب المنبر بالمدينة
صارت لدى حفرتها رهينة

ترجمہ:۔ ہم اس جوان عورت پر روتے ہیں جو محسنہ، مطیع، امینہ اور صاحب جمال و

عفت اور صاحب وقار و عظمت تھی۔ وہ حضرت عبداللہ کی زوجہ و ہم نشین تھیں اور اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی والدہ اور صاحب صبر و ثبات و طمانیت تھیں، اور اللہ کے اس نبی کی والدہ تھیں جو مدینہ میں صاحب منبر ہوگا اور وہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں۔

دلیل ایمانِ آمنہ

بے شمار مشاہدات دلیل ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ تھیں۔ علاوہ ازیں نبی پاک ﷺ کی زندگی اقدس میں یہ واقعات مسلسل مشاہدہ میں آئے کہ جس شئے کو آپ ﷺ نے ہاتھ لگایا یا وہ شئے جو آپ سے مس کر گئی تو اسے دنیا کی آگ نہیں جلا سکتی، بلکہ آپ کی معمولی سی نسبت کو بھی آگ نے مس نہ کیا مثلاً نارِ حجاز پہاڑوں، پتھروں، درختوں وغیرہ کو کھاتی چلی آئی لیکن جونہی حرمِ نبوی تک پہنچی تو رک گئی۔ حرم نبوی کا اتنا ادب کہ ایک لکڑی پڑی تھی جس کا ایک حصہ حرم کے اندر، ایک حصہ باہر، آگ نے باہر والا جلا دیا اور اندر والا حصہ سالم رہا۔ تفصیل فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" میں دیکھئے۔

گزارشِ اویسی غفرلہ

توحید کے مدعی ہوش کر اور سوچ کہ جس ذات اقدس ﷺ کی معمولی نسبت کا یہ حال ہے تو وہ ماں سیدنا آمنہ جس کے شکم اظہر میں اس ذات نے ایک عرصہ قیام فرمایا اور کئی ماہ دودھ پیا، اور گود اور چھاتی بلکہ تمام جسم کو مشرف فرمایا اس خوش قسمت کو تو دوزخ کا ایندھن بناتا ہے، تیرے اس عقیدے پر حیف ہے۔

دلیل ایمانِ آمنہ مرثیہ بر وفاتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ

ابھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شکمِ مادر میں تھے کہ آپ کے والد بغرض تجارت ملک شام کو گئے واپسی کے وقت کھجوریں خریدنے کے لئے مدینہ میں اُترے، وہیں بیمار ہوگئے، ۲۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ آپ کو دار نابغہ الجعدی (نابغہ بنو عدی بنی نجار قبیلہ) میں دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات پر سیدہ آمنہ نے یہ اشعار کہے۔

عفا جانب البطحا من آل هاشم
وجاور لحدا خارجا في الغمائم
دعته المنايا دعوة فاجابها
وما تركت في الناس مثل ابن هاشم
عشية راحوا يحملون سريره
تعاوره اصابه في التزاحم
فان تك غالته المنايا وريبها
فقد كان معطاء كثيرا التراحم

ترجمہ:۔ بطحا کی زمین آلِ ہاشم (حضرت عبداللہ) سے خالی ہوگئی اور وہ کفن میں لپیٹے ہوئے اپنے اہل سے بہت دُور قبر میں چلے گئے ہیں۔

موت نے ان کو اچانک پکارا، اور انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ افسوس موت نے ابن ہاشم (حضرت عبداللہ) کی مثل لوگوں میں کوئی نہیں چھوڑا۔

ان کے دوست شام کے وقت ان کا جنازہ محبت اور پیار سے اٹھا کر چلے تو از راہ محبت وہ باری باری کندھا دینے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔

اگرچہ موت اور اس کے اسباب نے حضرت عبداللہ کو اچانک پکڑ لیا ہے (مگر ہم ان سے جدا ہو گئے) بلاشبہ وہ بہت زیادہ سخی اور بہت زیادہ مہربان و پیار کرنے والے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱، ص ۱۰۰)

فائدہ:۔ حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا اشعار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ کا یہ قول اس بات کی صریح دلیل ہے کہ وہ موحدہ تھیں، چنانچہ انہوں نے دینِ حضرت ابراہیم اور اپنے فرزند کا اللہ کی طرف سے نبی بن کر مبعوث ہونا فرمایا ہے اور اس کے ساتھ آپ کو بتوں کی تعظیم، عبادت اور ان کی دوستی سے روکا ہے۔ یہی توحید ہے اور کوئی چیز توحید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی اُلوہیت کا اعتراف واقرار اور اس کے شریک کی نفی اور بتوں کی عبادت سے برأت وغیرہ کی جائے۔ عہدِ جاہلیت میں بعثت سے پہلے کفر سے بری ہونے اور صفتِ توحید کے ثبوت کیلئے اسی قدر کافی ہے۔ (زرقانی ص ۱۶۵ جلد ۱)

بُرھانِ عظیم

اُس زمانہ میں دینِ حق اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا تھا، یہود و نصاریٰ نے تو رات و انجیل میں تغیر اور تبدل کر دیا تھا، علما، بہت کم تھے اور وہ بھی دور دراز کے ملکوں میں رہتے تھے، دینِ حق کی تبلیغ واشاعت نہ ہونے کی وجہ سے جہالت عام تھی، اور

آپ کے والدین کریمین کی عمریں بھی چھوٹی تھیں، ان کو اتنا موقع ہی نہ ملا کہ وہ جستجو حق دین کی کریں، لیکن رسول اللہ ﷺ کے معجزاتِ ولادت و رضاعت نے ان کا یقین اتنا پختہ کردیا تھا کہ رائی برابر بھی انہیں دینِ حق کا شک نہ رہا اور معجزات ولادت کی بعض روایات صحاح کی ہیں یا صحاح کے برابر کی ہیں اور ایسی صحیح کہ جن میں مخالفین ضعف و وضع کا چکر چلانے سے عاجز ہیں۔

ایمان کی روشن دلیل

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے اشعار میں ان کی فراستِ ایمانی اور نورانی پیشین گوئی قابلِ غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں مگر میرا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا، عرب وعجم کی ہزار ہا شہزادیاں فوت ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور حضرت آمنہ کا نام اتنا روشن ہے کہ انکا ذکر زمین و آسمان میں گونج رہا ہے اور تا قیامت گونجتا رہے گا۔ مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی تصانیف ''قبر آمنہ'' اور ''ابوین مصطفےٰ'' اور ''بغیۃ الحول'' عربی وغیرہ میں۔

ایمان آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کا ذکر آخر میں اس لئے کیا ہے کہ ناظرین سوچیں کہ جس کریم ﷺ کے صدقے دُور کے تعلق والے دولتِ ایمان سے نوازے گئے تو پھر والدہ حق سے منکر کیوں؟ حالانکہ ائمہ متاخرین و مشائخ دین اور علمائے محدثین وفقہاء کرام ومفتیانِ اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع علیٰ ایمانِ ابوین ایسا مقبول

ہوا کہ جو بھی بعد کو اس کا منکر ہوا مارا گیا۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال سب کو معلوم ہے۔ کفر کے موقف کو اختیار کرنے کے بعد گونا گوں مصائب و آلام میں مبتلا ہوگئے۔ سیدی علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ مبارکہ میں ان کے بعض مصائب کا ذکر کیا ہے جو کہ ملا علی قاری کو آخری عمر میں پہنچے۔ مثلاً فقر اور مسکنت یہاں تک کہ اکثر اپنی کتب بھی فروخت کرڈالیں۔ اسی طرح مشہور درسی کتاب حاشیہ شرح عقائد میں موجود ہے کہ ملا علی قاری کے استادِ محترم علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ وہ چھت سے گرے ہیں اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ ان کو کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کی توہین کرنے کا تجھے یہ بدلہ ملا ہے۔ پس واقعۃً ملا علی قاری کا تو پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔ (نبراس ص ۵۲۶)

حکایت

علامہ سید شریف مصری رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ درر میں لکھتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب شب بھر مسئلہ ابوین شریفین کی روایات کی تطبیق میں غور و فکر و تدبر کرنے کیلئے بیدار رہے کہ کسی طرح روایات میں متعارضہ میں کوئی صورت تطبیق کی پیدا ہو۔ شب بیداری اور کثرتِ دماغ سوزی سے آپ پر غنودگی کی حالت طاری ہوگئی۔ مولوی صاحب مذکور عالم بیہوشی میں چراغ پر جھک پڑے۔ کچھ حصہ جسم کا جل گیا۔ بوقتِ صبح کوئی فوجی افسر حضرت کو دعوتِ ضیافت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے دعوت قبول کرلی۔ جب وقتِ مقررہ کے لئے مولوی صاحب گھوڑے پر

سوار ہو کر دائی کے گھر کو جا رہے تھے تو ایک سبزی فروش کے پاس سے گزر ہوا۔ اس نے اُٹھ کر مولوی صاحب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور آہستگی سے یہ اشعار اس کے کان میں پڑھ کر سنائے۔

اٰمَنْتُ اَنَّ اٰبَآءَ النَّبِيِّ وَاُمَّهٗ
اَحْيَاهُمَا الْحَيُّ الْقَدِيْرُ الْبَارِيْ
حَتّٰى لَقَدْ شَهِدَا لَهٗ بِرِسَالَةٍ
صَدِّقْ فَذَاكَ كَرَامَةُ الْمُخْتَارِ
وَبِهِ الْحَدِيْثُ وَمَنْ يَقُوْلُ بِضُعْفِهٖ
فَهُوَ الضَّعِيْفُ عَنِ الْحَقِيْقَةِ الْعَارِ

ترجمہ:۔ میں ایمان لایا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کے ابوین کریمین کو اللہ حی قادر نے زندہ کیا۔ ان دونوں نے حضور سرور کونین ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ یہ حق سچ اور حضور رسول اکرم ﷺ کی شرافت و بزرگی کی دلیل ہے۔ اس بارہ میں حدیث مروی ہے۔ جو اسے ضعیف کہتا ہے وہ خود ضعیف الاعتقاد ہے اور ایمان سے عاری ہے۔

کفالتِ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور ﷺ کی تربیت و کفالت حضور ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب نے کی۔ حضرت عبد المطلب آپ کو اپنے تمام فرزندوں سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور کبھی آپ کے بغیر دستر خوان نہ بچھاتے۔ جلوت و

خلوت کے تمام اوقات میں حضرت عبد المطلب کے پاس ان کی مسند پر تشریف فرما رہتے تھے، اور جب کوئی حضرت عبد المطلب کا مخصوص ہمنشیں مجلسی آداب و قواعد کی رعایت سے چاہتا کہ آپ کو منع کرے تو حضرت عبد المطلب فرماتے "میرے فرزند کو چھوڑ دو کہ وہ اس مسند پر جلوہ فرما ہو کیونکہ وہ اپنے اندر خاص شرافت و بزرگی محسوس فرماتے ہیں، اور میں امید رکھتا ہوں کہ کوئی عرب ان کے سامنے یا ان کے مرتبہ و مقام اور بزرگی و شرافت تک نہ پہنچے گا"۔ اہل قیافہ حضرت عبد المطلب سے کہتے کہ اس فرزند کی خوب نگہداشت اور محافظت کرو کیونکہ ہم نے آپ جیسے قدم مبارک کسی کے نہیں دیکھے۔ آپ کے قدم مبارک میں وہ اثرات و نشانات ہیں جو مقام ابراہیم میں ہیں۔ جس سال حضرت عبد المطلب قریش کے سرداروں کے ساتھ سیف ذی یزن کی تہنیت کے لئے یمن کی جانب تشریف لے گئے تو اس نے حضرت عبد المطلب کو بشارت دی کہ آپ کی نسل سے نبی آخر الزماں ظاہر ہوں گے۔ اس سفر سے لوٹنے کے بعد حضرت عبد المطلب نے دیکھا کہ قریش میں شدید قحط پڑا ہوا ہے، اور یہ قحط مسلسل کئی سال تک رہا، اس وقت حضرت عبد المطلب نے غیبی اشارات کے بعد حضور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دعائے استسقاء کی اور حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر بارش کی دعا مانگی، پھر خوب زور کی بارش ہوئی جس سے کئی سالوں کی خشکی ناپید ہوگئی۔ وفات کے وقت حضرت عبد المطلب کی عمر ایک سو دس سال تھی۔ ایک روایت میں ایک سو بیس سال اور ایک روایت میں ایک

سو چالیس ہے۔ مزید حالات اور حضرت عبدالمطلب کے ایمان کے بارے میں تفصیل سے دیکھئے فقیر کی "شرح خصائص کبریٰ"۔

کفالت ابو طالب

حضرت عبدالمطلب کے بعد حضرت ابو طالب جو حضور ﷺ کے حقیقی چچا تھے حضور ﷺ کے عہدۂ کفالت میں لائے گئے۔ اگرچہ زبیر بن عبدالمطلب بھی حضور ﷺ کے حقیقی چچا تھے لیکن حضرت عبداللہ "ابو طالب کے درمیان محبت وارتباط بہت زیادہ تھی۔ اور حضرت عبدالمطلب انہیں وصیت فرما گئے تھے کہ حضور ﷺ کی محافظت خوب اچھی طرح کرنا۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال کی تھی۔ نو، دس اور چھ سال بھی کہا گیا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اس بات کا اختیار دیا گیا تھا کہ آپ اپنے چچاؤں میں سے کس کی کفالت میں جانا پسند فرماتے ہیں تو حضور ﷺ نے ابو طالب کی کفالت پسند فرمائی تھی۔ ابو طالب حضور ﷺ کے بغیر کھانا تک نہ کھاتے اور حضور ﷺ کا بستر مبارک اپنے داہنے پہلو میں بچھاتے۔ گھر کے اندر اور باہر حضور ﷺ کو اپنے ہمراہ رکھتے۔ ابو طالب نے حضور ﷺ کی مدح وثنا میں بہت سے اشعار کہے ہیں ان میں سے ایک ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد ﷺ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس شعر کی اسطرح تضمین کی ہے۔

الم تر ان اللہ ارسل عبدہٗ
بآیاتہ واللہ اعلیٰ وامجد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد ﷺ

روضۃ الاحباب میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

وسیلہ رسول اکرم ﷺ

ابو طالب کے عہدِ کفالت میں بھی مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تھا۔ چنانچہ ابن عساکر سے روایت کرتے ہیں کہ میں قحط کے زمانہ میں مکہ مکرمہ آیا تو لوگ مجتمع ہو کر استقاء کے لئے ابو طالب کے پاس آئے۔ ان قریشیوں میں بچے بھی تھے۔ ان میں ایک فرزند آفتاب تاباں کی مانند تھا جس کے چہرۂ انور پہ ابر کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ ابو طالب نے اس فرزند جلیل کو پکڑ کر خانہ کعبہ کے ساتھ اس کی پشت ملا دی اور اس فرزند جلیل نے آسمان کی جانب انگشت مبارک سے اشارہ کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے آسمان پر بدلی کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا اس کے بعد بادل ہر جانب سے گھر کر آ گئے اور اتنا برسے کہ ندی نالے بھر گئے۔ اس وقت ابو طالب نے حضور ﷺ کی مدح میں یہ قصیدہ کہا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتمی عصمۃ للارامل

یہ شعر اس قصیدے میں ہے جسے انہوں نے حضور ﷺ کی مدح وثنا میں کہا ہے،

محمد ابن اسحاق اس قصیدہ کو اسی ۸۰ سے زیادہ اشعار پر مشتمل بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انہوں نے اس قصیدے کو اس وقت لکھا جبکہ قریش حضور اکرم ﷺ کے خلاف مجتمع ہوئے تھے اور جو آپ پر اسلام لانے کا ارادہ کرتا وہ اس سے تنفر کرتے تھے۔ انہوں نے اس قصیدے میں کفار کی مذمت کی ہے اور قریش کے انکار اور ان کی عداوت پر ملامت کی۔ انہوں نے حضور ﷺ کی اطاعت و یقین اور قبول کی طرف ترغیب دی ہے۔ ابن التقین کہتے ہیں کہ ان کا یہ قصیدہ اس کی دلیل ہے کہ ابو طالب، حضور اکرم ﷺ کی نبوت کو بعثت سے پہلے ہی سے بحیرہ راہب وغیرہ جس کا نام جرجیس تھا کہ خبر دینے کی بنا پر خوب جانتے تھے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابوطالب نے اس قصیدے کو بعثت کے بعد لکھا ہے۔ ابوطالب کا حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی معرفت بہت سی حدیثوں میں آیا ہے، اسی بناء پر شیعہ ان کے اسلام پر استدلال کرتے ہیں۔ شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ میں نے علی بن حمزہ نصری کی وہ کتاب دیکھی ہے، جس میں انہوں نے ابوطالب کے اشعار جمع کر کے دعویٰ کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے اور اسلام پر ہی وہ اس جہان سے گئے۔ حق مذہب یہ ہے کہ ابو طالب کی وفات کفر پر ہوئی ہے کیونکہ کوئی چیز ان کی جانب سے اسلام پر ثابت نہیں ہے۔ محدثین نقل کرتے ہیں کہ ابوطالب کی وفات کے وقت حضور اکرم ﷺ نے ان کے سرہانے تشریف فرما ہو کر دعوت اسلام دی مگر ان کی جانب سے قبولیت واقع نہ ہوئی۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا سر جھکا کر سنا کہ وہ کلمۂ

شہادت پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے چچا اسلام لے آئے، اس پر حضور ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا لیکن یہ روایت صحاح کی روایت کی بہ نسبت کمزور ہے۔

بحیرا منتظر تھا

بارہویں سال حضور ﷺ نے ملک شام کی جانب سفر فرمایا اور بصرہ پہنچے۔ اس سفر میں بحیرا راہب نے حضور ﷺ میں نبی آخر الزمان کی ان علامات اور صفات کو دیکھ کر پہچانا جو توریت انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں میں اس نے پڑھی تھیں۔ بحیرا راہب نصاریٰ کے احبار میں سے تھا اور زہد و ورع کی صفت میں ممتاز تھا۔ شہر بصرہ کے قریب ایک دیہات میں ایک صومعہ تھا جس میں وہ نبی آخر الزماں کے دیدار کے انتظار میں عرصہ دراز سے ٹھہرا ہوا تھا، اور عمر گزار رہا تھا۔ جب کوئی قریش کا قافلہ اس راہ سے گزرتا تو وہ صومعہ سے نکل کر قافلہ میں آتا اور حضور اکرم ﷺ کو معلوم نشانیوں کی بنا پر تلاش کرتا۔ جب ان میں وہ حضور ﷺ کو نہ پاتا تو واپس صومعہ چلا جاتا۔

بادل سایہ کرتا

ایک مرتبہ جب قریش کا قافلہ آیا تو اس نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا حضور ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ جب حضور ﷺ حضرت ابوطالب کے ساتھ کسی درخت کے نیچے آتے تو بادل درخت کے اوپر آجاتا۔ بحیرہ اس صورت حال کو حیرت و تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد بحیرا نے اس قافلہ کو مہمان بننے کی

دعوت دی اور قافلہ والوں کو بلایا تو ابو طالب حضور ﷺ کو قیام گاہ میں چھوڑ کر چلے گئے۔ جب بحیرا نے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر قیام گاہ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ بادل کا ٹکڑا اپنی جگہ قائم ہے۔ راہب نے کہا ”قافلے والو! کیا کوئی تم میں سے ایسا شخص رہ گیا ہے جو یہاں نہیں آیا ہے“۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ کو بھی بلایا اور وہ بادل کا ٹکڑا بھی آپ کے ہمراہ آپ کے سر مبارک پر سایہ کئے ہوئے آیا۔ جب یہ قافلہ پہاڑ پر چڑھنے لگا تو بحیرا نے سنا کہ پہاڑ کا ہر شجر و حجر کہہ رہا ہے ”اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ“ اس نے حضور ﷺ کے شانہ مبارک پر اس مہر نبوت کو بھی دیکھا اور اس کو اسی طرح پر پایا جس طرح آسمانی کتابوں میں اس نے پڑھا تھا۔ بحیرا نے اسے بوسہ دیا اور آپ پر ایمان لایا۔ بحیرا اُن میں سے ایک ہے جو حضور ﷺ پر آپ کے اظہار نبوت سے پہلے ایمان لائے ہیں جیسے حبیب نجار، اصحاب قریہ وغیرہ کے قصے میں ہے۔ ابو مندہ اور ابو نعیم اسے صحابہ میں شمار کرتے ہیں۔ اس سفر میں سات (۷) افراد روم سے حضور ﷺ کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے۔ بحیرا نے دلائل واضحہ سے حضور ﷺ کی نبوت ان پر ثابت کر دی تھی اور کہا تھا کہ یہ فرزند وہی ہے جس کی تعریف و توصیف، توریت و انجیل اور زبور میں آئی ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ خدا جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ منقول ہے کہ بحیرا نے ابو طالب کو وصیت کی کہ یہود و نصاریٰ سے حضور ﷺ کی خوب حفاظت کریں کیوں کہ یہ فرزند نبی آخر الزماں ہوگا اور ان کا دین تمام دینوں کا ناسخ ہوگا۔ انہیں شام لے کر نہ جاؤ کیوں کہ یہود ان کے دشمن ہیں۔ اس کے بعد ابو

طالب اپنا سامانِ تجارت فروخت کر کے مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ابو طالب نے حضور ﷺ کو کچھ لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس کر دیا اور خود شام کی جانب چلے گئے۔ یہ قصہ مشہور ہے، ترمذی نے اسے حسن کہہ کر صحیح قرار دیا ہے، بجز اس کے کہ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ”حضور کو حضرت ابو بکر و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ مکہ مکرمہ بھیج دیا، یہ درست نہیں ہے اس لئے کہ اس سفر میں حضرت ابو بکر دو سال چھوٹے تھے حالانکہ حضور ﷺ بارہ سال کے تھے اور شیخ ابن حجر اصابہ میں کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں، جیسا کہ صاحب مواہب لدنیہ نے روایت کی ہے جسے ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ سفرِ شام میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی صحبت پائی ہے۔ اس وقت حضرت ابو بکر اٹھارہ سال کے تھے اور حضور ﷺ بیس ۲۰ سال کے، یہاں تک کہ آپ نے اس منزل میں اقامت فرمائی جہاں بیری کے درخت تھے اور حضور ﷺ کو درخت کے سایہ میں بٹھا کر حضرت ابو بکر ایک راہب کے پاس گئے جس کا نام بحیرا تھا، اور اس سے کچھ دریافت کیا۔ اس کے بعد راہب نے ان سے پوچھا ”وہ کون شخص ہے جو درخت کے سایہ میں جلوہ افروز ہے“؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں“۔ راہب نے کہا ”خدا کی قسم یہ شخص نبی ہے اس لئے کہ ہماری خبروں میں ہے کہ اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نہ بیٹھے گا بجز

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے'' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سن شعور کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپنے کے حالات تاریخوں میں بہت کم پائے جاتے ہیں اور مدوین سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف خاطر خواہ توجہ بھی نہیں دی۔ پھر بھی ہم مختصر حالات یہاں پیش کرتے ہیں۔

تعمیر کعبہ

ایک مرتبہ آپ قریش کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ان بچوں نے ننگے ہو کر اپنے تہبندوں میں پتھر اٹھانا شروع کر دیئے۔ آپ سے بھی ان سب نے یہی چاہا مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی اس لئے کہ کوئی آپ کو برہنہ نہ دیکھے۔ آپ نے تہبند کے بجائے کاندھوں پر پتھر اٹھائے۔

گانے باجے سے حفاظت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ میں نے جاہلیت کی باتوں کی طرف کبھی توجہ نہیں دی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز کیا۔ مگر دو مرتبہ ایسا ہوا کہ میں ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا۔ اور وہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ میں اور قریش کا ایک نوجوان ساتھ ساتھ بھیڑیں چرا رہے تھے، میں نے اس سے کہا کہ تم ذرا میری بھیڑیں دیکھتے رہو اور میں قصہ گویانِ مکہ سے کوئی کہانی اور داستان سن لوں جیسا کہ اور نوجوان بھی سنتے ہیں۔ اس نے کہا'' تم جاؤ اور میں تمہاری بھیڑوں کی رکھوالی

کرونگا۔ جب میں مکہ واپس آیا، ایک گھر کے قریب پہنچا تو میں نے گانے اور دف بجانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے شادی کی ہے اور یہ سارا اہتمام اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر میں اس کی آواز کی طرف ملتفت ہوا ہی تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ شروع ہوا۔ پھر میں اس وقت جاگا جب آفتاب کی کرنیں مجھے جگانے آئیں۔ میں اپنے ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے کہا سناؤ رات کیسے گذری؟ میں نے اس کو سارا قصہ سنایا دوسری رات پھر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو اس پر لہو لعب کے دروازے اس طرح بند کر دیتا ہے اور فساد و نقص کی راہوں کو اس انداز سے اس پر دشوار و ناقابلِ عبور بنا دیتا ہے کہ اس کو احساس ہی ہونے نہ پائے کہ کوئی طاقت مجھے اس سے جبراً روک رہی ہے۔ اسی لئے ذاتِ باری تعالیٰ نے آپ پر نیند طاری کر دی تا کہ آپ جاہلوں کی رسوم و عادات کا مشاہدہ تک نہ کر سکیں اور آپ ہر عیب و شک سے پاک رہیں۔

عید بوانہ

ام ایمن سے روایت ہے کہ عرب کے لوگ دورِ جاہلیت میں ''عید بوانہ'' منایا کرتے تھے۔ درحقیقت بوانہ ایک بت تھا اصنامِ مکہ میں سے اور وہ اس بت کی عبادت کرتے تھے۔ اس کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس کے سامنے قربانی کرتے اور اسی کے سامنے قسم کھاتے اور سال میں ایک مرتبہ سارا دن اسی کے پاس بیٹھے

رہتے۔ جناب ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ اس عید میں شرکت کیا کرتے تھے۔

ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ سے بھی کہا کہ قوم کے ساتھ تم بھی اس عید میں شرکت کرو۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا، جس پر ابو طالب اور رسول کریم ﷺ کی پھوپھیاں بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں کہ تم جو ہمارے خداؤں سے اتنا دور بھاگتے ہو ہمیں خوف ہے کہ تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔ اور محمد (ﷺ) کیا بات ہے کہ تم اپنی قوم کے ساتھ کسی تہوار میں شریک نہیں ہوتے اور نہ ان کی رونق و جمعیت میں اضافہ کرتے ہو۔ ان باتوں سے آخر تمہارا مطلب کیا ہے؟ پھر لوگوں کا اصرار جاری رہا۔ آخر آپ ان لوگوں کے ساتھ گئے اور واپس آئے اس حال میں کہ انتہائی مرعوب و خوفزدہ تھے۔ پھوپھیوں نے پوچھا: ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر کسی جن کا سایہ پڑ گیا ہے۔ آپ کی پھوپھیوں نے کہا: نہیں نہیں، کبھی بھی کسی جن کو اللہ تم پر مسلط نہیں کرے گا، تم تو بڑے خوش اطوار ہو، اچھا یہ بتاؤ تم نے کیا دیکھا؟

آپ نے فرمایا کہ جب میں اس بت کے قریب ہوا تو ایک بلند قامت سفید رنگ آدمی چیختا ہوا دکھائی دیا جو کہہ رہا تھا۔

محمد ﷺ پیچھے ہٹ جاؤ، اس کو مت چھونا۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ کسی تہوار میں شریک نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے کبھی بتوں کے نام پر ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا۔

آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا۔

یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے کبھی بتوں کی عبادت کی؟ آپ نے فرمایا۔

نہیں۔ پھر آپ سے پوچھا گیا۔

یا رسول اللہ ﷺ! کبھی آپ نے شراب پی؟

آپ نے فرمایا۔ میں ہمیشہ سے یہی سمجھتا تھا کہ شراب پینے والا کافر ہے، حالانکہ میں کتاب و ایمان سے واقف نہ تھا (یعنی یہ کہ کس طرح ان دونوں کی طرف دعوت دی جا سکتی ہے)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے بچپن ہی سے شعر و شاعری اور اصنام سے نفرت تھی۔

بکریاں چرانا

آپ کم سنی ہی میں اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے، چونکہ آپ بہت رحمدل تھے اس لئے ایسا کرتے تھے۔ آپ نے حرب الفجار میں شرکت کی اور اس وقت آپ کی عمر ۱۴ سال کی تھی اور آپ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے تھے۔ آپ نے حلف الفضول میں بھی شرکت فرمائی۔

اجمال کے بعد تفصیل

مذکورہ سطور حضور سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کے اجمالی حالات تھے۔ اب ان کی قدرے تفصیل لیکن وہ بھی بطریق اختصار ملاحظہ ہو۔

تاریخِ ولادت

حضور سرور عالم ﷺ کی تاریخ ولادت کوئی اختلافی مسئلہ نہ تھا، اسی صدی ۱۵ ویں کے آغاز میں وہابیوں دیوبندیوں نے شوشہ چھوڑا ہے، اس کی وجہ وہی ان کی پرانی عادت کہ کسی مسئلہ سے اختلاف پر ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں جب ناکام ہوتے ہیں تو عوام کے اذہان میں وساوس کے شوشے چھوڑتے ہیں۔ یہ تو عوام جانتے ہیں کہ تحریک وہابیت سے یہ فرقے دیوبندی غیر مقلد وغیرہ بنے بلکہ ان کے ایجنٹ بن کر میلاد شریف کو کنھیا کے جنم کے مشابہ بلکہ اس سے بڑھ کر کہا لکھا۔ جب کسی نے ان کی نہ سنی تو یہ شوشہ چھوڑا کہ تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول نہ تھی۔

ماہِ ولادت

حضور اکرم ﷺ کی ولادت کس ماہ کس تاریخ اور کس دن میں ہوئی؟ جہاں تک ماہ اور دن کا تعلق ہے اس میں سب کا اتفاق ہے کہ ماہ ربیع الاول شریف اور دن سوموار تھا۔

حوالہ جات

(۱) علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اور مشہور یہی ہے کہ آپ ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے۔''

(۲) محدث ابن جوزی نے بات پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے۔ (زرقانی جلد ۱ ص ۱۳۸)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُّ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ" (مسلم کتاب الصیام، مشکوۃ کتاب الصوم، ص ۱۷۶)

حضور ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''اسی دن ہماری ولادت ہوئی اور اسی دن ہم پر وحی نازل ہوئی''۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ 'ولد رسول اللّٰہ ﷺ یوم الاثنین " (مسند احمد، زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۱۳۲)

تاریخِ ولادت کا اختلاف

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس میں اختلاف ہے۔ کتب تواریخ و سیر میں ربیع الاول کی دو، آٹھ، دس، بارہ وغیرہ کی روایات موجود ہیں۔ بعض جدید مورخین نے قواعد ریاضی سے حساب لگا کر ۹ ربیع الاول شریف کو قطعی قرار دیا ہے اور بعض نے قواعد ہیئت سے ثابت کیا ہے کہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی۔ حالانکہ یکم اور نو ربیع الاول کی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری۔ مؤلف ناچیز کے نزدیک بارہ ربیع الاول کو ترجیح ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ احمد بن محمد القسطلانی الشافعی المصری فرماتے ہیں۔

''اور مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور محمد بن اسحٰق و دیگر علماء نے یہی فرمایا ہے اور اسی پر اہل مکہ کا قدیماً و حدیثاً عمل ہے کہ وہ

آج تک اسی تاریخ کو آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کی (خصوصیت سے) زیارت کرتے ہیں'' (زرقانی المواہب ص ۱۳۲)

علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہی ۱۲ ربیع الاوّل ہی مشہور ہے اور محدث ابن الجوزی، ابن البزاز دونوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اسی پر عمل ہے۔

(زرقانی جلد ا۔ ص ۱۳۲)

علامہ ابن اثیر، ابن ہشام صرف محمد بن اسحٰق کی وہی روایت۔ اختیار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(کامل ابن اثیر جلد ا۔ صفحہ ۲۰۵)

عارف کامل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے بچپن (۵۵) روز بعد بروز پیر بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۲)

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی ولادت اس سال میں ہوئی جس سال ابرہہ بادشاہ لشکر و ہاتھی لے کر کعبۃ اللہ شریف پر حملہ آور ہونے آیا تھا اور وہیں ہلاک ہو گیا تھا اور بروز پیر بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ (تاریخ طبری جلد ۲۔ ص ۳۳۹)

شیخ المحققین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ جمہور اہل سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے چالیس ۴۰ یا پچپن ۵۵ روز بعد اسی سال ہوئی اور یہی قول تمام

اقوال سے صحیح ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی، اور بعض علماء اس قول پر اتفاق و اجماع بیان کرتے ہیں، اور بعض فرماتے ہیں کہ ربیع الاوّل کی دو تاریخ کو اور بعض کچھ کہتے ہیں بعض کچھ، اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، تفصیل فقیر کے رسالہ ''بارہ ربیع الاوّل ولادت یا وفات'' میں پڑھیے۔

معجزاتِ ولادت

چند معجزات ملاحظہ ہوں۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ اس دوران اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

(۱) آپ والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا، اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کی وفات پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: باری تعالیٰ! تیرا محبوب یتیم ہو گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ''اس کا حافظ و ناصر میں خود ہوں''۔

(۲) سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ دوران حمل بھی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محلات روشن ہو گئے (یہ بوقتِ ولادت نور دیکھنے سے پہلے کا واقعہ ہے)

(۳) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت مقدسہ کا وقت قریب آیا تو حسب معمول مجھ پر کیفیت طاری ہوئی۔ پھر مجھے اچانک یوں محسوس ہوا کہ سفید پرندے کے پر کی طرح کسی روشن چیز نے میرے دل پر مسح کیا ہو،

جس سے درد فوراً جاتا رہا۔ پھر میں نے خوبصورت طویل القامت عورتوں کو دیکھا، مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا کہ تم میرے پاس کہاں سے آئی ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم آسیہ (فرعون کی بیوی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھیں) اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ یہ جنتی حوریں ہیں۔ پھر میں نے زمین سے آسمان تک سفید سی روشنی دیکھی۔ پھر میں نے فضا میں ایسے مرد دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں۔ پھر میں نے سفید جنتی چڑیوں کو دیکھا جن کی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے، وہ میرے کمرے پر سایہ فگن ہوگئیں۔ پھر اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب سب روشن ہوگئے۔ اسی وقت میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے جو نصب کر دیئے گئے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔ پس اسی مشاہدہ کی حالت میں اچانک حضور میرے بطن سے باہر تشریف لے آئے اور سارا گھر نور ہی نور بن گیا، اور آپ مسکرا رہے تھے، پھر آپ سجدے میں گر گئے، اس وقت آپ کی حالت تضرع اور گریہ وزاری کی ہوگئی، آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا رکھی تھی (گویا اللہ کی توحید کی شہادت دے رہے تھے) پھر اچانک آسمان کی طرف سے سفید بادل نمودار ہوا، اس نے حضور کو ڈھانپ لیا، اور ایک منادی کی ندا بلند ہوئی کہ ”حضرت محمد ﷺ کو مشارق و مغارب اور بحر و بر میں پھراؤ تاکہ سب انس و جن، ملائکہ اور چرند پرند الغرض ہر شے ان کی صورت اور اوصاف کو پہچان لے“۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل کھل گیا اور آپ دوبارہ نمودار

ہوئے۔ اس وقت میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ کا جسم اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، اور اس سے تازہ کستوری کی خوشبو کے حلقے پھوٹ رہے تھے۔ اس وقت (غیب سے) تین افراد نمودار ہوئے، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی، ایک کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور ایک کے ہاتھ میں سفید ریشم کی چادر تھی۔ اس صراحی کے (جنتی) پانی سے آپ کو غسل دیا گیا، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر لگائی گئی، جو اسی ریشم میں لپٹی ہوئی تھی اور پھر اسی چادر میں لپیٹ کر لٹا دیا گیا۔ آپ کو پیدائشی طور پر سرمہ ڈالا ہوا تھا، ناف بریدہ تھے، ختنہ شدہ تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

(مواہب للدنیہ والخصائص الکبریٰ وغیرہما)

محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی۔ اس میں عطاء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

”جب نبی اکرم ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہوگیا۔ پھر آپ نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا“ اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ ”اس نور سے آپ کی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے“۔

(رواہ الطبرانی والبیھقی وصححہ الحاکم)

(۵) ابو نعیم نے عبد الرحمان بن عوف سے روایت کیا اور وہ اپنی والدہ شفاء سے نقل کرتے ہیں کہ

''جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے۔ میں حضرت آمنہ کی خدمت میں اس وقت موجود تھی۔ آپ ﷺ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے۔ رحمک اللہ (اے محمد ﷺ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفاء کہتی ہیں کہ مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہاں تک کہ میں نے بھی روم کے محلات دیکھے''۔

(۶) عثمان ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے، جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے، روایت کرتے ہیں۔

''جب آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہوگیا، اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آگئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

(۷) بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود آجاؤ۔ سو سب جمع ہوگئے۔ جس ساعت میں آپ ﷺ پیدا ہونے والے تھے وہ ساعت اسی شب میں تھی (المواھب)

(۸) سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے) انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا

سات سال کی عمر میں سنا تھا۔

فائدہ:۔ یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے جبکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی، مگر یہود شہر یثرب (مدینہ) میں اس لئے آکر آباد ہوئے تھے کہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ نبی آخر الزماں ہجرت فرما کر اسی شہر کو اپنا مسکن بنائیں گے۔ انہیں حضور ﷺ کی ولادت کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ انہیں امید تھی کہ شائد حضور ﷺ کی ولادت بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگی، سو انہیں وقتِ ولادت کی علامت معلوم تھیں جن کی بناء پر اس یہودی (عالم) نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی صبح اہلِ مدینہ کو جمع کر کے شور مچایا۔

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک یہودی مکہ میں اپنے کسی کام سے آیا تھا۔ سو جس شب حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ اس نے کہا، اے گروہ قریش! کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں۔ کہنے لگا دیکھو آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہونا تھا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان مہر نبوت ہے، وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ قریش نے اس کے بعد تحقیق کی تو خبر ملی کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا اور مہر نبوت والی نشانی جو دونوں شانوں کے درمیان تھی دکھانے کے لئے کہا۔

انہوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا۔ جب اس یہودی نے وہ نشانی

دیکھی تو بے ہوش کر گر پڑا۔ اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوگئی۔ اے گروہ قریش سن لو۔ واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہوگی (رواہ الحاکم)

فائدہ:۔ اس کو یعقوب بن سفیان نے اسنادِ حسن سے روایت کیا ہے اور اس کا بیان فتح الباری میں امام عسقلانی نے بھی کیا ہے۔

(۱۰) بیہقی، ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ کے وقتِ ولادت ظہور پذیر ہونے والے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے، بحیرہ ساوہ دفعتاً خشک ہوگیا اور فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا اور کبھی نہ بجھتا تھا۔ اور بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت عبدالمطلب جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ سارا صحن کعبہ اچانک روشن ہوگیا اور چند بت منہ کے بل نیچے گر پڑے (اس سے وہ سمجھ گئے کہ حضرت آمنہ کے ہاں حضور ﷺ کا تولد ہوگیا ہے)

(۱۱) مروی ہے کہ ابولہب کی باندی ثوبیہ بھی ولادتِ باسعادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھی۔ اس نے آپ کو دودھ پلایا سو ثوبیہ نے آپ کی ولادت اور اپنے شرف رضاعت کی خوشخبری ابولہب کو سنائی تو اس نے خوش ہو کر دو انگلیوں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) سے اشارہ کرتے ہوئے ثوبیہ کو آزاد

کردیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ مرنے کے بعد اسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہوں مگر جب پیر کی رات (جو حضور ﷺ کی شبِ ولادت تھی) آتی ہے تو میرے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے اور ان دو انگلیوں کو چوستا ہوں جن کے ذریعے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اشارہ کرتے ہوئے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا، ان میں سے ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جسے پی کر پیاس بجھاتا ہوں۔

فائدہ :۔ آئمہ محدثین اور اکابر علماء امت بیان کرتے ہیں کہ جب ایک کافر کو حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ پر خوشی کے اظہار میں کیے گئے عمل پر عذاب میں تخفیف مل گئی ہے جب کہ کفار کا کوئی عمل آخرت میں باعث اجر نہیں ہوتا، یہ محض حضور ﷺ کے خصائل اور برکات میں سے ہے، تو اہلِ ایمان و محبت اگر حضور ﷺ کے میلاد مبارک کی خوشی منائیں گے اور اس میں اعمال و صدقات اور قلبی سرور کے اظہار کا اہتمام کریں گے تو آخرت میں ان کے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا؟

فائدہ :۔ حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت قدماء کے نزدیک زیادہ معروف اور مختار قول کے مطابق بروز پیر تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل، مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء و مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بعد طلوع صبح صادق، قبل طلوع آفتاب ہوئی۔ بقول قاضی سلمان منصور پوری اس دن مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴ بجکر ۲۰ منٹ پر ہوا تھا اور ایک جیٹھ کی تاریخ کو شروع ہوئے ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے

تھے۔ عرب میں آج کل جو دوسرا نظام الاوقات مروج ہے اس کے مطابق اس دن صبح صادق کا طلوع ۴ بجکر ۷۵ منٹ پر ہوا تھا۔

نوٹ:۔ حمل وولادت کے چند معجزات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تفصیلی معجزات کے لئے فقیر کا رسالہ ''معجزاتِ حمل وولادت'' کا مطالعہ فرمایئے۔

بچپن کی عادات کریمہ

(۱) نبی پاک ﷺ کی بچپن سے ہی عادت مبارکہ تھی کہ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا۔

(۲) آپ کسی کے عیوب ظاہر نہ کرتے۔

(۳) حیاؤ شرم بچپن سے ہی آپ کی عادت تھی۔

(۴) لہو ولعب کی طرف آپ کا دل کبھی مائل نہ ہوا۔

(۵) ذہنی لحاظ سے بچپن میں ہی سن رسیدہ معلوم ہوتے تھے۔ ابن سینا نے شفا میں لکھا ہے کہ نبی کامل اور عبقری انسان ہوتا ہے، لہٰذا آپ کے ذہنی قویٰ کا نشوونما حیرت انگیز سرعت سے ہوا، چنانچہ اپنے بیگانے آپ کی غیر معمولی ذہانت سے متاثر تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ دودھ پینے کے لئے آپ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ ایک پستان کا دودھ پیتے دوسرا پستان اپنے رضاعی بھائی کیلئے چھوڑ دیتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس وقت بھی قلب اطہر میں وہ بات ڈال دی تھی جو عین انصاف کے مطابق تھی۔

انتباہ:۔ اس سے وہ گروہ متوجہ ہو جو کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ ہمارے جیسے مجبور محض بشر اور بے خبر انسان ہیں، وہ خود اپنا حال بھی دیکھیں کہ بڑھاپے

تک پرایا مال کھاتے کھاتے نہیں تھکتے اور آپ ﷺ بچپن میں ہی غیر کے مال سے پرہیز فرماتے ہیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر بشر اس دور میں ہر اعتبار سے بے خبر ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ ہر طرح سے باخبر ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی بشریت محض تعلیم کیلئے عارضی ہے۔ مزید تفصیل وتحقیق فقیر کی تصنیف ''البشریہ لتعلیم الامۃ'' میں پڑھئے۔

آپ کی پشتِ اطہر پر مُہرِ نبوت تھی۔ بچپن آپ نے انتہائی پاکیزہ طریقے سے گزارا، کہ جہالت کی گندگی اور غلاظت سے آپ کوسوں دور رہے۔ بتوں سے آپ کو نفرت تھی یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صاف طریقے سے جوانی کی حدود میں داخل فرمایا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے مرتبے پر فائز تھے۔ فحش گوئی، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت غرضیکہ دیگر تمام افعالِ قبیحہ اور اقوالِ شنیعہ سے آپ کو طبعی طور پر نفرت تھی۔ سیرت ابنِ ہشام کے مطابق کم سنی کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کو جن چیزوں سے بچاتا رہا ان کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً حضور ﷺ فرماتے ہیں، (ترجمہ) میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کے لئے پتھر اٹھاتے تھے۔ ہم میں سے ہر ایک برہنہ ہو گیا اور اپنا تہبند لے کر گردن پر رکھ لیا تا کہ اس پر پتھر اٹھائے۔

میرے ساتھیوں میں میرا ہی تہبند بندھا ہوا تھا۔

آپ انتہا درجے کے شرمیلے، باحیا اور عفیف تھے۔ غلط بات نہ کبھی آپ

زبان سے نکالتے اور نہ غلط بات سنتے۔ اگر کوئی بات مزاج کے خلاف سننے میں آئے تو چہرہ پھیر لیتے اور ناپسند کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور جیسا شرم وحیا کا پیکر کوئی نہ دیکھا، اور یہ کہ آپ میں نوجوان لڑکیوں سے بڑھ کر شرم وحیا کا مادہ تھا۔

رضاعت کے دوران کے معجزات وواقعات

حضرت حلیمہ کے کوائف بدل گئے، مشکل حل ہوئی

اُس سال شدید قحط تھا۔ میری سواری نہایت کمزور اور لاغر تھی۔ جس کا چلنا دشوار تھا۔ میرے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جو دودھ کے ساتھ سیر نہ ہو پاتا تھا اور نہ ہی ہمارے پاس سیر ہو کر کھانے کے لئے کوئی چیز تھی۔ بچہ ساری رات روتا اور ہم ساری رات جاگتے گزار دیتے۔

(۱) میں بنی سعد کے خاندان کی خواتین کے ساتھ بچوں کو حاصل کرنے کے لئے مکہ میں آئی۔ جب ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو دائیاں اور خواتین اس امر کے لئے روانہ ہو گئیں کہ دودھ پینے والے بچوں کو تلاش کریں۔ ادھر میں اور میرے ساتھ سات دائیاں رہ گئیں۔ اور ہماری ملاقات سیدنا عبدالمطلب (حضور ﷺ کے دادا) سے ہوگئی۔ (۲) مولد العروس لابن الجوزی وسیرۃ نبویہ ابن کثیر

''آپ نے فرمایا۔ میرے پاس ایک چھوٹا بچہ ہے۔ اے دودھ پلانے والیو! تم

ادھر آؤ تاکہ اس بچے کو دیکھ لو اور جس آیا کی مرضی ہو یا جس کے مقدر میں ہو وہ بچے کو لے جائے۔ چنانچہ ہم سب خواتین حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ چلی گئیں۔ ہم سب دودھ پلانے والی خواتین نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو ہم میں سے ہر ایک خاتون کہنے لگی کہ میں آپ کو دودھ پلاؤں گی جب یہ عورتیں حضور ﷺ کو دودھ پلانے کے لئے آگے بڑھیں تو حضور نے ان میں سے ہر ایک سے منہ پھیر لیا، لیکن جونہی میں آگے بڑھی تو آپ نے میری طرف دیکھا، مسکرائے، میری جانب بڑھے، چنانچہ میں نے حضور کو اپنی گود میں لے لیا اور آپ کو دائیں جانب سے پستان کیا، چنانچہ آپ نے دودھ نوش فرمایا، اور جب میں نے آپ کو اپنا بایاں دودھ پیش کیا تو حضور نے اس سے روگردانی فرمائی چنانچہ آپ سے میری رغبت ومحبت اور بڑھ گئی اور میں حضور ﷺ میں مزید شوق کا اظہار کرنے لگی (ابن الجوزی، مولد العروس)

جب میں نے ارادہ کر لیا کہ میں حضور ﷺ کو حاصل کرلوں تو حضرت عبدالمطلب نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ یتیم ہیں اور آپ کے والد گرامی کا وصال ہو چکا ہے۔ دیگر خواتین اس لئے نہیں لے گئیں کہ معقول معاوضہ کی امید نہ تھی۔ اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرے بخت جاگ جائیں تو اسے لے جا۔ میں نے حضور ﷺ کے والد گرامی کے وصال کے متعلق سنا تو حضرت عبدالمطلب سے عرض کیا۔

مجھے تھوڑی سی مہلت دیجئے تاکہ اس امر کے بارے میں اپنے خاوند حارث

سے مشورہ کر سکوں۔

آپ نے مجھ سے پوچھا: تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا...... میرا تعلق بنو سعد سے ہے۔

آپ نے فرمایا: تیرا نام؟

میں نے کہا...... حلیمہ

تو وہ مسکرائے اور فرمایا۔

''بس بس سعادت اور حلم کا اجتماع، ان میں خیر ہی خیر اور عزت ہی عزت ہے''۔

(سیرۃ حلبیہ)

''مجھے تین دن سے خواب میں کہا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کے لئے بنی سعد اور آل ابی ذویب سے دودھ پلانے کا انتظام کرو''۔ (طبقات ابن سعد) یہ سن کر میں نے عرض کیا۔ میرا باپ ہی ابو ذویب ہے''۔

میں نے جا کر اپنے خاوند سے سارا ماجرا عرض کر دیا اور کہا۔

اللہ کی قسم اب میں خالی نہیں جاؤں گی۔ میں اس یتیم بچے کے ہاں جاتی ہوں اور اسے اپنے ساتھ لے آتی ہوں۔

لیکن مجھے تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اتنی خوشی اور فرحت پیدا فرما دی تھی کہ وہ فوراً کہنے لگے۔ حلیمہ! دیر مناسب نہیں، اس خوش بخت بچے کو حاصل کر لے، شاید اللہ تعالیٰ اسی میں برکت عطا فرما دے۔ (سیرت حلبیہ و نبویہ از

ابن کثیر) میں جلدی سے واپس آ گئی۔ حضرت عبدالمطلب میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں نے بچہ لانے کو کہا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا، آپ مجھے اس مکان میں لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے مجھے خوش آمدید کہا۔

جب میں مولد النبی میں داخل ہوئی تو دیکھا۔ آپ دودھ سے بھی سفید اُون کے کپڑے میں ملبوس ہیں، اور نیچے سبز رنگ کا بچھونا ہے۔ آپ آرام فرما رہے تھے اور آپ کے جسم اطہر سے خوشبو کے غلّے پُھوٹ رہے تھے۔ (سیرت حلبیہ)

جب کپڑے کو چہرۂ اقدس سے ہٹایا گیا تو میں آپ کے حُسن و جمال میں اس طرح گم ہو گئی کہ مجھ میں جگانے کی ہمت نہ رہی ''پس میں نے چاہا کہ آپ کو جگا دوں لیکن میں آپ کے حُسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی۔ (مدارج النبوۃ دوم و سیرت نبویہ)

جب میری حالت کچھ معمول پر آئی تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔ جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکل رہا ہے جس کی شعاعیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں، چنانچہ میں بے اختیار ہو گئی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی آپ کی جبیں مقدس پر بوسہ دیا اور پھر آپ کو گود میں لے لیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانا شروع کر دیا۔ مکہ میں رات گزارنے کے بعد جب ہم نے صبح واپسی کا ارادہ کیا تو دل میں بیت اللہ شریف کا طواف کر لینے کی خواہش پیدا

ہوئی۔ چنانچہ میں آپ کو اٹھا کر حرم کعبہ میں لے گئی۔ طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حجر اسود اپنی جگہ سے حرکت کر کے آپ کی طرف بڑھا، حتیٰ کہ اس نے چہرۂ اقدس کے ساتھ چمٹ کر بوسے لینا شروع کر دیئے۔ (تفسیر مظہری)

آپ کی والدہ محترمہ اور دادا جان کی اجازت اور طواف کعبہ کے بعد میرے خاوند نے (مکہ سے روانگی کے لئے) میرے سامنے سواری کو بٹھایا۔ اس وقت دودھ پلانے والی خواتین کے پاس ستر سواریاں تھیں۔ ان میں سے میری سواری سب سے زیادہ کمزور اور نحیف و نزار تھی۔ میں اس پر سوار ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھا لیا۔ اچانک میری سواری اس قدر پھرتیلی اور تیز ہوگئی کہ سب سے آگے نکل گئی۔ (مولد العروس)

میری سواری جھوم جھوم کر چلتی اور کبھی کبھی گنگناتی تو یوں لگتا جیسے کہہ رہی ہو۔ اللہ کی قسم آج مجھے اللہ نے عظیم شان عطا کر دی ہے۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی، کمزوری کے بعد طاقت دے دی ہے۔ اے بنو سعد کی عورتو! تم غفلت میں رہیں، تمہیں پتہ ہے میری پشت پر کون سوار ہے؟ میری پشت پر سید الانبیاء اور رب العالمین کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہے۔ (سیرۃ حلبیہ)

جہاں جہاں سے آپ کی سواری گزرتی، وہاں وہاں سبزہ اُگ آتا۔ پتھر آپ کو سلام عرض کرتے اور درخت اپنی ٹہنیوں سمیت جھک کر استقبال کرتے (مظہری)

اللہ کی وسیع زمین میں ہماری زمین سے بڑھ کر کوئی سرسبز نہیں ہے (سیرت حلبیہ) میں جب کبھی بھی کسی درخت یا پتھر کے قریب سے گذرتی یا کسی پختہ مکان کے پاس سے میرا گذر ہوتا تو وہ مجھے یہ الفاظ کہتا۔ اے حلیمہ سعدیہ! آپ کو بشارت اور مبارک ہو، اور جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ایسے معجزات کا صدور دیکھا تو میں حیران رہ گئی، تاہم میں بہت مسرور ہوئی۔ حضور کے نور پاک کے باعث میں سخت اندھیرے میں بھی دیکھنے کی قوت رکھتی تھی۔ آپ کے انوار و تجلیات میں سفر کرتی ہوئی گھر میں پہنچی تو اس وقت میرے ارد گرد دُور دُور تک روشنی اور نور پھیلا ہوا تھا۔ جب خاندان بنو سعد نے ان انوار و تجلیات کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھے، اے حلیمہ! یہ آب و تاب، چمک دمک رکھنے والا نور کیسا ہے؟ (مولد العروس)

آپ کی برکت سے میرے دوسرے بچے کو بھی سیر ہو کر دودھ پینا نصیب ہوا۔ میرا خاوند جب اونٹنی کا دودھ دوہنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تھن بھرے ہوئے ہیں اور اس نے اتنا دودھ دیا کہ ہم تمام نے سیر ہو کر پیا۔ آج ہم نے اطمینان کے ساتھ رات بسر کی۔ (سیرت حلبیہ)

جب میں آپ کو دایاں دودھ پیش کرتی تو آپ نوش فرماتے، پھر بائیں جانب رُخ انور کرتی تو آپ دودھ پینے سے انکار فرما دیتے۔ آپ کی برکت سے بنی سعد کے ہر گھر سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی۔ (سبل الہدیٰ ج ۱ ص ۳۷۴)

لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت گھر کر چکی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی بھی بیمار

ہو جاتا تو وہ آکر آپ کا دستِ پاک پکڑ کر اپنے جسم سے مس کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے شفا عطا کر دیتا۔ (سبل الہدیٰ ج ۱ ص ۳۷۲)

ہم پر سے مشقت اور تکلیفیں زائل ہو گئیں۔ ہمارے پاس سارے جہاں کی خوشیاں اور فرحتیں آگئیں۔ ہم نے حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کی بدولت اپنی آرزوئیں اور تمنائیں حاصل کر لیں۔ (مولد العروس)

ایک دن میں اپنے صحن میں آپ کو گود میں لئے بیٹھی تھی کہ اتنے میں میری بکریاں آگئیں۔ وہ تمام میرے پاس سے گزرتی گئیں، لیکن ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے سرِ اقدس کو چوم لیا اور سجدہ کیا (سیرت حلبیہ)

جس دن سے ہم آپ کو اپنے گھر لائے اُس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہیں رہی، کیونکہ آپ کے چہرہ اقدس کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔ جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی تو ہم آپ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے اور آپ کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی، چنانچہ ایک دن مجھ سے حضرت خولہ نے پوچھا کہ تم رات کو گھر میں آگ (چراغ) جلائے رکھتی ہو جس سے تمہارے گھر میں روشنی رہتی ہے؟ میں نے کہا: خدا کی قسم آگ چراغ نہیں جلاتی بلکہ یہ روشنی نور مجسم ﷺ کے نور کی ہے (تفسیر مظہری)

جن دنوں میں رسول اکرم ﷺ کو دودھ پلایا کرتی تھی ان دنوں مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ (میلاد نبوی لابن الجوزی)

حضور ﷺ عام بچوں کی نسبت جلدی نشو و نما حاصل کر رہے تھے، آپ کا قد اور جسم مبارک تیزی سے تنومند ہو رہا تھا۔ حضور چھ ۶ ماہ کے ہوئے تو میں نے ایک دن آپ کے لبوں سے یہ کلمات سنے "اللہ اکبر کبیر او الحمد اللہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ و اصیلا" (مولد العروس، الخصائص الکبریٰ، السیرۃ النبویہ ج ۱ ص ۲۳۸)

ترجمہ:۔ "اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ اسی کو سب تعریفیں زیبا ہیں۔ صبح و شام اسی کی تعریف اچھی لگتی ہے"۔

میں آپ کے اس نغمے پر حیران تھی۔ آپ چار سال کے ہو گئے تو میں آپ کی والدہ سے ملانے کے لئے آپ کو مکہ شریف لے آئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو میں نے وہ تمام برکات و انوار کے واقعات سنائے جو ان چار برسوں کے دوران دیکھنے میں آئے تھے۔ آپ سُن سُن کر بڑی خوش ہوتیں۔ آپ نے فرمایا "میں اپنے بچوں کے متعلق بڑی فکر مند تھی" مگر میں نے اپنی محبت اور شوق سے مزید پرورش اور تربیت کا اظہار کیا جس پر حضرت آمنہ نے مجھے دوبارہ پرورش کرنے کی اجازت دے دی۔ میرا دلی مقصد یہ تھا کہ جس بچے کی وجہ سے میرے گھر کے آنگن میں بہاریں آگئی ہیں اسے کچھ عرصہ مزید اپنے پاس ہی رکھوں۔

بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

۵ سال بکریاں چرائیں

حضور ﷺ پانچ سال کے ہو گئے، ایک دن آپ نے مجھ (سیدہ حلیمہ سعدیہ)

سے پوچھا: امی میں دن کے وقت اپنے بھائیوں کو نہیں دیکھ پاتا، وہ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ دن کے وقت بکریاں چرانے باہر چلے جاتے ہیں۔ حضور نے مچل کر کہا: اب میں بھی ان کے ساتھ جایا کروں گا۔ دوسرے دن آپ تیار ہوئے تو میں نے آپ کے گلے میں گھونگا ڈال دیا تا کہ آپ کو کوئی بُری نظر نہ لگ جائے۔ آپ نے ہاتھ میں ایک لاٹھی لے لی اور ایک ننھا سا عیالی بن کر روانہ ہوئے۔ سارا دن باہر رہ کر عشاء کے وقت گھر آئے۔ اسی طرح آپ ہر روز جاتے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ دن گزارتے۔ میرے بچے مجھے بتاتے کہ جس دن سے ہمارا امی بھائی ہمارے ساتھ جانے لگا ہے جہاں جہاں ہم بکریاں لے جاتے ہیں سرسبز گھاس سامنے آتا جاتا ہے۔ جب ہم کسی درخت یا پتھر کے نزدیک سے گزرتے ہیں تو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ کی آوازیں آتی ہیں۔ اگر کہیں خشک وادی میں بیٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی ہری بھری دکھائی دیتی ہے۔ بچوں کی یہ باتیں سن کر میں حضور ﷺ کو اٹھا لیتی اور آپ کا سر اور منہ چوم لیتی۔

شقِ صدر

ایک دن میں گھر پر تھی کہ میرے دونوں بچے بکریاں چھوڑے دوڑے دوڑے گھر آئے اور ہانپتے ہانپتے کہنے لگے ”ہمارے قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ کر لٹا لیا ہے اور ان کا پیٹ چیر دیا ہے“۔ میں اور میرا خاوند دوڑے دوڑے وادی میں پہنچے تو حضور کو کھڑے پایا۔ ان کو دیکھا تو جان میں جان آگئی۔ میں نے پوچھا تو آپ

نے بتایا: امی! میرے پاس نورانی لباس میں ملبوس دو شخص آئے تھے، انہوں نے مجھے پکڑ کر لٹا لیا، پیٹ کو چاک کر دیا۔ ان کے پاس ایک سنہری طشتری تھی جس میں برف رکھی ہوئی تھی۔ میرا سینہ چاک کر کے ایک سیاہ رنگ کا ٹکڑا نکالا اور باہر پھینک دیا۔ میرے زخموں کو دھویا، پھر جوڑا اور برف سے مل دیا۔ اب مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہے۔ شق الصدر کی تحقیق فقیر کے رسالہ ”شق الصدر“ میں پڑھئے۔

اس واقعہ کے بعد بنو سعد کے تمام لوگ میرے گھر اکٹھے ہو گئے۔ حضور کو چومتے اور حالات پوچھتے۔ سارے قبیلے نے مجھے مشورہ دیا کہ حضور کو ان کے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس چھوڑ آنا چاہئے، خدانخواستہ کوئی اور واقعہ رونما ہو جائے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں، اس دن کے بعد مجھے حضور ﷺ کے متعلق بڑی فکر رہنے لگی میں آپ کو لے کر مکہ پہنچی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حیران تھیں کہ اتنی جلد کیوں واپس آگئی ہوں حالانکہ میرا ذوق اور جذبہ تو حضور سے جدا ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ میں نے سارے واقعات سنا دیئے۔ حضرت سیدہ آمنہ فرمانے لگیں، میرے بچے کو شیطان قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، وہ بے مثل ہے اور منفرد ہے۔

فائدہ: اس سے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان پر استدلال کیا گیا ہے۔

سال ۶

حضور سید عالم ﷺ کی عمر چھ سال ہو گئی تھی، آپ اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ کے مقام ابواء میں تشریف لائے، حضرت سیدہ آمنہ کا ابوا میں ہی انتقال ہو گیا۔

حضور ﷺ کو ام ایمن وہاں سے لے کر مکہ آئیں اور حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ کی ولادت مبارک کے آٹھویں سال ان کا انتقال ہوا، پھر ابو طالب کے حصے میں یہ سعادت آئی کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت کر سکے، حتیٰ کہ آپ ایک نوخیز نوجوان بن کر اُبھرے۔ سفید چہرہ، ابھرتا ہوا قد، خوبصورت اندازِ تکلم۔ جدھر جاتے لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ شہر سے باہر جاتے تو بادلوں کا ٹکڑا سایہ کرتا۔ جہاں رکتے بادل رک جاتے۔ شہر میں درخت جھک کر سلام کرتے۔ راستے کے پتھر صلوٰۃ وسلام پڑھتے۔

آپ چالیس سال کے ہو گئے اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا۔ پیغام توحید ورسالت پھیلنے لگا۔ اہلِ ایمان قدم بوس ہونے لگے۔ اشقیا مخالفت کا طوفان اٹھانے لگے۔ مکہ میں اپنے بیگانے علیحدہ علیحدہ ہونے لگے۔ بتوں میں زلزلہ بپا ہونے لگا۔ کعبۃ اللہ میں رونق آنے لگی۔ جدھر نگاہیں اٹھتیں اہلِ ایمان کھنچے چلے آتے۔ اشقیاء تلواریں سونت لیتے۔ مگر آپ کی نگاہِ رحمت نے اکڑی ہوئی گردنوں اور سونتی ہوئی تلواروں کو سرنگوں کر دیا۔

بچپن کی برکات

مواہب لدنیہ میں ہے کہ ابن اسحٰق، ابن راہویہ، ابو یعلیٰ، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم حضرت حلیمہ سعدیہ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کے ساتھ دودھ پلانے کے لئے کسی بچے کو لینے مکہ مکرمہ آئی۔ یہ زمانہ شدید قحط سالی کا

تھا۔ آسمان سے زمین پر پانی کا ایک قطرہ تک نہ برسا تھا۔ ہمارے ایک مادہ گدھی تھی جو لاغری و کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتی تھی۔ ایک اونٹنی تھی جو دودھ کی ایک بوند نہ دیتی تھی۔ میرے ساتھ میرا بچہ اور میرے شوہر تھے۔ ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ رات چین سے گزرتی تھی نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلہ کی عورتیں مکہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لئے تمام بچوں کو لے لیا بجز حضور ﷺ کے کیونکہ جب وہ یہ سنتی تھیں کہ وہ یتیم ہیں تو ان کے یہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لے لیا ہو، صرف میں ہی باقی تھی اور حضور ﷺ کے سوا کسی کو نہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: خدا کی قسم بغیر بچہ لئے مکہ مکرمہ سے لوٹنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ میں جاتی ہوں اور اسی یتیم بچہ کو لئے لیتی ہوں، میں اسی کو دودھ پلاؤں گی۔ اس کے بعد میں گئی، میں نے دیکھا کہ حضور دودھ سے زیادہ سفید اُونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں لپٹیں مار رہی ہیں۔ آپ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا ہے اور آپ خراٹے لیتے ہوئے اپنی قفا (گدی) پر محوِ خواب ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ کی عادت شریف تھی کہ آپ نیند میں خراٹے لیتے تھے اور کبر سنی میں بھی خراٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اگر یہ تیز و شدید آواز نہ ہو تو محمود ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ آپ کو نیند سے بیدار کر دوں مگر میں آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی۔ پھر میں نے آہستہ سے قریب ہو کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا تو آپ نے تبسم فرما

کرا پنی چشم مبارک کھولدی اور میری طرف نظر کرم اٹھائی تو آپ کی چشمان مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پرواز کر گیا۔ میں نے آپ کی دونوں چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھالیا تا کہ دودھ پلاؤں۔ میں نے داہنا پستان آپ کے دہن مبارک میں دیا، آپ نے دودھ نوش فرمایا، پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں پستان دہن مبارک میں دوں تو آپ نے نہ لیا اور نہ پیا۔

بچپن کا عدل وانصاف

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ابتدائی حالت میں ہی عدالت وانصاف ملحوظ رکھنے کا الہام فرما دیا تھا۔ آپ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان کا دودھ آپ کا ہے کیونکہ حلیمہ کا ایک اپنا لڑکا بھی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ کا یہ حال رہا کہ ایک پستان کو حضور ﷺ اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر میں آپ کو لیکر اپنی جگہ آئی اور اپنے شوہر کو دکھایا۔ وہ بھی آپ کے جمال مبارک پر فریفتہ ہو گئے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ وہ اپنی اونٹنی کے پاس گئے، دیکھا تو اُس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے باوجود یکہ اس سے پہلے اس کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا۔ انہوں نے اسے دوہا جسے انہوں نے بھی پیا اور میں نے بھی پیا اور ہم خوب سیر ہو گئے۔ اور خیر و برکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھوک و پریشانی میں نیند نہیں آتی تھی۔ میرے شوہر نے کہا: اے حلیمہ! بشارت و خوشی ہو کہ تم نے اس ذات

مبارک کو لے لیا تم نہیں دیکھتیں کہ ہمیں کتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے یہ سب اسی ذات مبارک کے طفیل ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اور زیادہ خیر و برکت رہے گی۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد چند راتیں ہم مکہ مکرمہ میں ٹھیرے رہے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ ایک نور آپ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہے اور ایک شخص سبز کپڑے پہنے آپ کے سرہانے کھڑا ہے۔ پھر میں نے اپنے شوہر کو جگا کر کہا اٹھیے اور دیکھیے۔ شوہر نے کہا اے حلیمہ! خاموش رہو اور اپنی اس حالت کو چھپا کے رکھو۔ کیوں کہ (مجھے معلوم ہے کہ) جس دن سے یہ فرزند پیدا ہوا ہے یہود کے علماء و احبار نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے، انہیں چین وقرار نہیں ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا اور مجھے بھی سیدہ آمنہ نے رخصت کیا۔ میں اپنے دراز گوش (یعنی مادہ گدھی) پر حضور ﷺ کو اپنی گود میں لے کر سوار ہوئی، میرا دراز گوش خوب چست و چالاک ہو گیا اور اپنی گردن اوپر تان کر چلنے لگا۔ جب ہم کعبہ کے سامنے پہنچے تو تین سجدے کئے اور اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھایا اور چلایا۔ پھر قبیلہ کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگا۔ لوگ اس کی تیز رفتاری پر تعجب کرنے لگے۔ عورتوں نے مجھ سے کہا: اے بنت ذویب! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھیں جو تمہارے بوجھ کو اٹھا نہیں سکتا تھا اور سیدھا چل تک نہ سکتا تھا؟ میں نے جواب دیا: خدا کی قسم یہ وہی جانور ہے اور یہ وہی دراز گوش ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے

قوی وطاقتور کر دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: خدا کی قسم! اس کی بڑی شان ہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دراز گوش کو جواب دیتے سنا کہ ''ہاں! خدا کی قسم میری بڑی شان ہے، میں مردہ تھا مجھے زندگی عطا فرمائی، میں لاغر وکمزور تھا مجھے قوت وتوانائی بخشی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے اور تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پر کون ہے۔ میری پشت پر سید المرسلین، خیر الاولین والآخرین، حبیب رب العلمین ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ راستہ میں دائیں بائیں میں سنتی کہ کہتے ''اے حلیمہ! تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے؟ یہ محمد ﷺ آسمان وزمین کے رب کے رسول اور تمام بنی آدم سے افضل ہیں''۔ ہم جس منزل پر قیام کرتے حق تعالیٰ اس منزل کو سرسبز وشاداب فرما دیتا باوجودیکہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ اور جب ہم بنی سعد کی بستی میں پہنچ گئے تو اس سے پہلے کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا۔ اب میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر، تر وتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں۔ ہم ان کا دودھ دوہتے اور ہم سب خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو پلاتے۔ ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو ان چراگاہوں میں کیوں نہیں چراتے جس چراگاہ میں بنت ابی ذویب کی بکریاں چرتی ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر وبرکت کہاں سے آئی ہے۔ یہ برکت ونشاط نہیں چراگاہ اور کسی اور چارہ سے تھی۔ اس کے بعد ہماری قوم کے چرواہوں نے ہمارے چرواہوں کے ساتھ

بکریاں چرانی شروع کر دیں، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کے اموال اور ان کی بکریوں میں بھی خیر وبرکت پیدا کر دی۔ حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے تمام قبیلہ میں خیر وبرکت پھیل گئی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سب حضور کے وجود گرامی کی برکت سے ہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کی عمر مبارک بات کرنے کی آئی تو میں آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنتی ''اللّٰہ اکبر الحمد للّٰہ رب العلمین وسبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلا'' اور رات کے وقت آپ کے دل مبارک کو یہ فرماتے سنتی ''لا الہ الا اللّٰہ قد وسانا العیون والرحمن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم'' اور حضور کو مہد میں یعنی پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے اور اشارہ کرتے دیکھتی اور جس طرف چاند کو اشارہ فرماتے چاند اسی جانب جھک جاتا، اور فرشتے آپ کے گہوارے یعنی پنگھوڑے کو ہلاتے، یہ آپ کے معجزات میں مذکور ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ حضور نے کبھی بھی کپڑوں میں بول وبراز نہیں کیا۔ آپ کے بول وبراز کا ایک وقت مقرر تھا۔ جب بھی میں ارادہ کرتی کہ آپ کے دہن مبارک کو دودھ وغیرہ سے پاک وصاف کروں تو غیب سے مجھ پر سبقت ہوتی اور آپ کا دہن مبارک پاک وصاف ہو جاتا۔ اور جب کبھی حضور ﷺ کا ستر کھل جاتا تو آپ حرکت کرتے اور روتے رہتے یہاں تک کہ میں ستر ڈھانپ دیتی اور اگر ڈھانپنے میں میری طرف سے تاخیر یا کوتاہی ہوتی تو غیب سے ڈھانپ دیا جاتا۔

جب چلنے کا زمانہ آیا اور آپ بچوں کو کھیلتا دیکھتے تو آپ ان سے دور رہتے اور

انہیں اس سے منع فرماتے اور کہتے ہمیں کھیلنے کے لئے پیدا نہیں فرمایا گیا ہے۔ اسی کے مانند حضرت یحییٰ علیہ السلام سے بھی نقل کیا گیا ہے۔ شروع کتاب میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی نشوونما دوسرے بچوں سے نرالی تھی۔ ایک دن میں حضور ﷺ کی نشوونما اتنی ہوتی جتنی دوسرے بچوں کی ایک ماہ میں ہوتی اور ایک ماہ میں اتنی ہوتی جتنی دوسرے بچوں کی ایک سال میں ہوتی۔ روزانہ ایک نور آفتاب کی مانند آپ پر اترتا اور آپ کو ڈھانپ لیتا پھر آپ منجلی ہو جاتے۔ منقول ہے کہ روزانہ دو سفید مرغ اور ایک روایت میں ہے کہ دو مرد سفید پوش آپ کے گریبان میں داخل ہو کر روپوش ہو جاتے تھے۔ آپ نہ روتے چلاتے اور نہ بدخلقی کا اظہار فرماتے۔ شروع سے ہی آپ کا یہی حال تھا۔ اور جب کسی چیز پر آپ دستِ مبارک رکھتے تو بسم اللہ کہتے۔ اور میں آپ کی ہیبت اور دبدبہ سے اپنے شوہر کو اپنے قریب نہ آنے دیتی، یہاں تک کہ آپ پر دو سال پورے گزر گئے۔ فرماتی ہیں میں حضور ﷺ کو کبھی دور جانے نہ دیتی۔ ایک روز مجھ سے غفلت ہوئی۔ آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ جو آپ کے ساتھ خاص طور پر رہتی تھی چلے گئے کہ دن گرمی کا تھا تو میں آپ کی تلاش میں چل دی اور میں نے آپ کو شیما کے ساتھ پایا۔ میں نے شیما سے کہا: کیوں گرمی اور لو میں لے کر آ گئی۔ شیما نے کہا: ہم نے تو گرمی کی شدت محسوس نہیں کی کیونکہ میں نے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا آپ پر سایہ کئے رہا، جہاں تشریف لے جاتے ابر ساتھ جاتا، یہاں تک کہ ہم یہا

ں پہنچ گئے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر ابر کا سایہ کرنا بچپن ہی سے تھا۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ یہ دائمی طور پر نہ تھا کہ ہمیشہ آپ کے سرِ مبارک پر ابر سایہ کرتا، اور یہ صورت ضرورت واحتیاج کے وقت ہوتی۔

بکریوں کے قصے اور معجزات

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو سرور کونین ﷺ کی رضاعت کی سعادت نصیب ہوئی، ان سے بکریوں کی داستانیں مشہور ہیں۔

(۱) جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سرور کونین ﷺ کو رضاعت کیلئے واپس طائف کو جا رہی تھیں تو کیا دیکھا، وہ فرماتی ہیں، راہ میں بکریاں چرتی تھیں مجھ سے بولیں، تو ان کو جانتی ہے یہ زمین وآسمان کے پیغمبر اور اولادِ آدم کے سرور اور سب جن وانس سے بہتر ہیں۔

(۲) ایک پیر مرد نظر آیا جس نے حضور ﷺ کو دیکھ کر کہا: یہ ختم المرسلین ﷺ ہیں۔

(۳) وادی سدرہ میں حبشے کے کئی عالم ملے، آپ کو دیکھتے ہی بولے، یہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ ہیں۔

(۴) وادی ہوازن سے ایک پیر مرد نظر آیا، حضور کو دیکھا اور کہا: یہ خاتم الانبیاء ﷺ ہیں، انہیں کے پیدا ہونے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوش خبری دی تھی۔

(۵) حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں، جب میں اپنے مکان پر پہنچی تو حضور ﷺ کا مقدس

ہاتھ سات بکریوں کو لگا دیا، اس قدر دودھ دینے لگیں کہ ایک دن کا دودھ چالیس دن کے لئے کافی ہوتا اور تھوڑے ہی عرصے میں میرے یہاں بجائے سات بکریوں کے سات سو (۷۰۰) بکریاں ہوگئیں۔

(۶) جب قوم نے یہ برکت دیکھی سب نے جمع ہو کر کہا کہ اے حلیمہ! ہم کو بھی برکاتِ محمدیہ سے بھیک ملے، حضور کے قدم مبارک دھو کر پانی قوم کو دے دیا گیا، انہوں نے اپنی اپنی بکریوں کو پلایا، سب حامل و شیر دار ہوگئیں۔ اور قوم ان کے دودھ سے آسودہ اور مالدار ہوگئی۔

(۷) ایک روز غیب سے آواز آئی، اے حلیمہ! تجھے اس فرزندِ ارجمند کیساتھ بشارت ہو جو تمام عرب کا سردار ہے۔

(۸) آپ ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے دعاء قبول ہوتی۔ جب آقائے نامدار حبیب پروردگار کی عمر شریف نو مہینے کی ہوئی تو فصاحت سے کلام فرماتے۔ لڑکے آپ کو کھیلنے کے لئے بلاتے تو فرماتے کہ مجھے کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔

(۹) جب حضور انور ﷺ اچھی طرح چلنے لگے تو حضرت حلیمہ سے فرمایا: میرے بھائی دن کو کہاں جاتے ہیں؟ عرض کیا: بکریاں چَراتے ہیں۔ فرمایا: میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا، ہر چند عذر کیا، قبول نہ ہوا۔

نکتہ

پروردگار نے بکریاں چرانے کی رغبت اس جناب کے دل میں پیدا کی کہ یہ کام

سیاست و شفقت بر ضعفائے امت اور صبر بر مصیبت وغیرہا امور سے کہ لوازمِ نبوت سے ہیں نہایت مناسبت رکھتا ہے اور انکساری و تواضع سکھاتا ہے۔

(۱۰) حضرت حلیمہ سعدیہ سے منقول ہے کہ ایک دن میرے بیٹے نے کہا: اے میری ماں! محمد ﷺ کی شان بس عجیب ہے جس جنگل میں جاتے ہیں ہرا ہو جاتا ہے۔

(۱۱) دھوپ میں ابر سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے ساتھ ساتھ جاتا ہے، جنگل کے جانور آپ کے قدم چومتے ہیں۔ میں نے کہا: اے فرزند! اپنے بھائی کا حال کسی سے نہ کہنا۔

مختلف معجزات و واقعات

(۱) چاند جھک جاتا

اہلسنت کے عقیدہ کے مطابق آپ جملہ عالمین کے نبی ہیں ﷺ اسی لئے اس قاعدہ کو مستحکم کرنے کے لئے یہ معجزہ اپنی تائید کرتا ہے کہ بچپن میں بھی آپ تصرفات کے مالک تھے اور آسمان کے چاند کو اشارے سے چلاتے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے بچپن کا ایک واقعہ یوں عرض کرتے ہیں۔

"یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَانِیَ اِلَی الدُّخُوْلِ فِیْ دِیْنِكَ اَمَارَةٌ لِنُبُوَّتِكَ رَاَیْتُكَ فِی الْمَهْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْهِ بِاِصْبَعِكَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْهِ

مَاانَ قَالَ ﷺ انی کنت احدثه ویحدثنی ویلهینی عن البکاء واسمع وجبته حین یسجد تحت العرش"

یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت آپ کی علامات نبوت نے دی۔ میں نے آپ کو گہوارے میں دیکھا۔ آپ چاند کے ساتھ سرگوشی فرماتے اور آپ جس طرح اشارہ کرتے وہ اسی طرف مائل ہوجاتا، تو آپ نے فرمایا میں چاند کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہم کلام ہوتا تھا۔ وہ مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔ جب وہ عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا تو میں اس کی آواز سنتا تھا"

(البدایہ والنہایہ ج۲ ص۳۳۶)

ایک اور روایت میں آتا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ حال آپ کو کیونکر معلوم ہوا ؟ تو فرمایا۔

"لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں اس آواز کو سنتا تھا۔ زیر عرش فرشتوں کی تسبیح بھی سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔

(۲) امام ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم ﷺ کے خصائص مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اَنَّ مَھْدَہٗ کَانَ یَتَحَرَّكُ بِتَحْرِیْكِ الْمَلَائِکَۃِ" ملائکہ آپ کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔ (الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۹۱)

(۳) بادلوں کا سائبان

نبی اکرم ﷺ کے ایام طفلی کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ جس طرف تشریف لے جاتے بادل آپ پر سایہ فگن ہوجاتے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا خود سے دور رہنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ ایک روز آپ ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ باہر تشریف لے گئے تو حضرت حلیمہ سعدیہ سخت پریشان ہوئیں۔ فوری طور پر آپ کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں اور جب دونوں کو سخت دھوپ میں پایا تو اپنی بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"فی هذا الحرة فقالت اختهٔ یا امه ما وجد اخی حرا رأیت غمامة تظل اذا وقف وقفت واذا سار سارت" (خصائص کبریٰ جلد۱۔ ص۵۳، مواہب للدنیہ ج۱ ص۱۵۵)

"اتنی شدید دھوپ میں پھر رہی ہو۔ اس پر آپ ﷺ کی بہن نے کہا۔ اے اماں جان! میرے بھائی کو گرمی نہیں ستاتی۔ میں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ فگن رہتے ہیں۔ جب آپ رُکتے ہیں تو بادل رک جاتا ہے، اور جب آپ چلتے ہیں تو بادل بھی چل دیتا ہے۔

(۴) بچپن میں تیراکی

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو صغر سنی میں حضرت عبداللہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے اپنے ہمراہ مدینہ لے گئیں۔ دورانِ سفر ایک مکان پر قیام فرمایا۔ ہجرت مدینہ کے بعد حضور کا ایک روز اسی مکان کے قریب سے گزر ہوا تو

بچپن کا وہ زمانہ یاد آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"هٰهُنَا نَزَلَتْ بِیْ اُمِّیْ وَاَحْسَنْتُ الْعَوْمَ فِیْ بِئْرِ بَنِیْ عَدِیِ ابْنِ النَّجَّارِ"

اس گھر میں میری والدہ مجھے لے کر ٹھہری تھیں اور میں بنی نجار کے تالاب میں تیرا کرتا تھا۔

(۵) ستر پوشی کیلئے غیبی فرشتے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرنور بچپن کا کیا کہنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام بچوں کی طرح بول و براز نہیں کرتے تھے، بلکہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی روایت کے مطابق آپ کا ایک وقت مقرر تھا۔ دوسرے بچوں کی طرح آپ نے کبھی کپڑوں کو آلودہ بھی نہ کیا۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ دودھ پی کر فارغ ہوتے تو میں چاہتی کہ آپ کے منہ کو پونچھ کر صاف کردوں مگر مجھ سے پہلے ہی غیب سے کوئی اسے صاف کر دیتا۔ جب آپ کا ستر مبارک کھل جاتا تو آپ رونے لگتے جس سے میں سمجھ جاتی کہ آپ کا ستر کھل گیا ہے اور میں اسے فوراً آ کر ڈھانپ دیتی اور اگر کبھی دیر ہو جاتی تو کوئی غیب سے آ کر اسے ڈھانپ دیتا۔

علامہ السید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ "ووجدك ضالا فهدى" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لمار آه اناخ الناقة وار كبه من خلفه فابت ان تقوم فار كبه امامه فقامت فكانت الناقة تقول يا احمق هو الامام كيف يقوم خلف المقتدى"

جب ابو طالب نے آپ کو پیچھے سوار کر لیا تو اونٹنی نے چلنے سے انکار کر دیا۔ پھر آپ کو آگے بٹھایا گیا تو اونٹنی نے کہا: اے احمق! وہ (انسانیت کا) امام ہے اس لیے وہ کس طرح مقتدی کے پیچھے کھڑا ہو۔

فائدہ:۔ اس واقعہ سے یہ بات صاف طور پر سامنے آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں ہی جانوروں تک کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں ابد الآباد تک کائنات کے لیے قائد اور امام بن کر تشریف لائے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن کی کئی بہاریں دیکھ چکے تھے کہ ایک دفعہ بارش نہ ہونے کے باعث مکہ میں قحط پڑ گیا۔ لوگ پریشانی اور بدحالی کا شکار تھے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بارش کی دعا کے لئے کس کے پاس جائیں تو ایک شخص نے لات کے پاس اور دوسرے نے عزیٰ کے پاس جانے کو کہا۔ ابھی مشورے ہو ہی رہے تھے کہ ایک بوڑھے نے کہا۔ اے لوگو! تم کہاں اُلٹے بھاگے جا رہے ہو

حالانکہ ہمارے درمیان باقیہ ابراہیم اور سلالہ اسمٰعیل موجود ہے۔ تو اس پر لوگوں نے پوچھا: کیا تمہاری مراد ابو طالب ہیں؟ تو اس نے کہا "ہاں" چنانچہ وہ سب اٹھے اور انہوں نے حضرت ابو طالب کے گھر آ کر دستک دی اور کہنے لگے۔

"يا ابا طالب اقحط الوادى واجدب العيال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب ومعه غلام كانه شمس دجن تجلت عنه سحابة قتماء حوله اغيلمة فاخذه ابو طالب فالصق ظهره بالكعبة ولاذ الغلام باصبعه وما

السماء فزعة فاقبل السحاب من ههنا وههنا واغدق واغدودق"

اے ابوطالب! جنگل قحط زدہ ہوگیا، مرد وزن قحط میں مبتلا ہوگئے، پس نکل اور بارش کی دعا کر۔ پس حضرت ابوطالب باہر نکلے اور آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا گویا کہ وہ چمکتا ہوا سورج تھا جس سے ہلکا سیاہ بادل دور ہوگیا اس کے گرد چھوٹے چھوٹے لڑکے کھیلتے تھے۔ ابوطالب نے ایک بچے کو پکڑا اور اس کی پشت بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ لگائی تو اس محبوب بچے نے التجاء کے انداز میں آسمان کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا حالانکہ آسمان پر بادل کا ٹکڑا تک نہ تھا، پھر ادھر ادھر سے بادل آگئے اور شدید بارش ہونے لگی۔

(خصائص الکبریٰ، مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۴۸، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۲۵)

علامہ زرقانی شرح مواہب میں مزید تفصیل سے لکھتے ہیں کہ عرب میں خشک سالی ہوئی، فصلیں تباہ ہونے لگیں۔ اہل مکہ اپنے سردار ابوطالب کے پاس آئے کہ چلو رب کعبہ سے بارش طلب کریں۔ "فخرج ابو طالب معہٗ غلام کانہٗ شمس وجن" حضرت ابوطالب کعبہ میں آئے۔ آپ ﷺ ابھی کم سن تھے۔ (حضرت) ابوطالب نے آپ کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ آپ اس قدر حسین وجمیل تھے جیسے بادل کا سورج۔ (حضرت) ابوطالب نے ساقی کوثر کی پشت کعبہ معظمہ سے لگائی اور آپ ﷺ نے انگلی سے اشارہ کیا۔ آسمان پر بدلی کا نشان تک نہ تھا۔ دفعۃً آسمان پر ابر اٹھا اور اس شدت کی بارش ہوئی کہ جل تھل ہوگیا۔ (حضرت) ابو

طالب اس واقعہ سے بیحد متاثر ہوئے اور ان کی نگاہیں زبان بن کر پکار اٹھیں۔

"وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للارامل"

وہ نورانی چہرے والا جس کے روئے زیبا کے واسطہ سے ابر رحمت مانگا جاتا ہے
یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا نگہبان،

فائدہ: علامہ زرقانی "کانه شمس وجن" کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"فان الشمس یوم الغیم حین یتجلی سحابها الرقیق تکون مضـ
مشرقة مقبولة للناس لیست بمحرقة"

شمس وجن بایں وجہ کہا کہ ابر کے دن رقیق بادل چھٹنے پر آفتاب جب چمکتا ہے
حدت وسوزش نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں میں نہایت مرغوب ومحبوب ہوتا ہے۔

بحیرا راہب کی شہادت

جب نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو حضرت ابوطالب آپ ک
اپنے ساتھ ملکِ شام لے کر گئے۔ جب آپ بصرہ پہنچے تو بحیرا راہب جو بہت بڑ
یہودی عالم تھا، نے آپ کی علاماتِ نبوت کو دیکھا تو آپ کا دست مبارک پکڑا اور
کہنے لگا کہ یہ سارے جہاں کا سردار ہے، رب العالمین کا رسول ہے، اللہ اس کو تما
جہانوں کے لیے رحمت بنائے گا۔ الخ

اس پر قریشی قافلہ والوں نے پوچھا: تو نے کیسے پہچان لیا؟ تو اس نے کہا کہ میں

نے مہر نبوت سے پہچانا جوان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر اس نے کھانا تیار کروایا اور کھانے کے لیے لایا تو آپ ﷺ اونٹ چرانے میں مشغول ہوگئے۔ کھانا لانے کے بعد اس نے کہا کہ آپ کو بلا لو تا کہ کھانا کھائیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو بادلوں نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ جوں جوں آپ آگے بڑھتے جاتے بادلوں کا سایہ بھی ساتھ ساتھ جاتا اور جب آپ اپنی جگہ تشریف فرما ہوئے تو درخت نے آپ پر سایہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر بحیرا نے کہا کہ بتاؤ یہ کس کا بیٹا ہے؟ تو ابو طالب نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر راہب نے کہا: یہ آپ کا بیٹا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ آخر الزماں نبی ہے اور ان کی علامتوں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے والد ان کی ولادت سے قبل وفات پا چکے ہوں گے۔ اس پر ابو طالب نے کہا: یہ میرا بھتیجا ہے۔ تو پھر راہب نے کہا کہ جلدی سے اس کو واپس لے جاؤ اس لئے کہ اگر تم اس کو بصرہ لے گئے تو خطرہ ہے کہ کہیں یہودی اس کو قتل نہ کر دیں۔ چنانچہ ابو طالب آپ کو واپس مکہ لے آئے۔ واپسی پر راہب نے حضور ﷺ کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

ناقۂ ابو جہل

حضور ﷺ بچپن شریف میں ایک بار گھر سے نکلے تو پھر گھر تشریف نہ لائے۔ آپ کے متعلقین نے سمجھا کہ حضور گم ہو گئے ہیں، چنانچہ آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ ایک صاحب اونٹنی پر سوار ہو کر حضور کی تلاش کر رہے تھے کہ انہیں حضور ﷺ ایک

درخت کے نیچے استراحت فرما نظر آئے۔ اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضور ﷺ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور پھر اونٹنی کو جو اٹھایا تو اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا، پھر اس نے حضور ﷺ کو اپنے آگے بٹھایا تو اونٹنی اٹھ بیٹھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۶۸)

فائدہ:۔ گویا اونٹنی نے امام الانبیاء کا پیچھے بیٹھنا گوارا نہ کیا، اسے معلوم تھا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور رسولوں کے پیشوا۔ پھر جو پیشوائے رسل ہو وہ پیچھے کیوں بیٹھے۔ شاعر نے لکھا ہے۔

گویا تھی اس اونٹنی کی یہ صدا
بے خبر! سرکار کو آگے بٹھا!
جب تلک آگے نہ بیٹھیں گے نبی
میں قیامت تک نہ اٹھوں گی کبھی

انتباہ ﴾ ہمارے حضور ﷺ کو دنیا کی ہر چیز ''رسول اللہ'' جانتی اور مانتی تھی اور مانتی ہے، ہاں مگر جنوں اور انسانوں میں سے جو کافر ہیں وہی اس حقیقت کے منکر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دامنِ مصطفےٰ ﷺ سے دور ہونے والے کو ''شر الدواب'' کا لقب دیا ''کما قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ'' (پ ۹ سورہ الانفال آیت نمبر ۲۲) اسی لئے ہمارے اکابر کتے گدھے وغیرہ کو اس بدبخت انسان سے اچھا سمجھتے ہیں جو حبیب خدا ﷺ کا گستاخ ہے۔ (نیز ملاحظہ فرمائیں الانفال ۵۵)

بچپن میں ڈاکوؤں سے مکالمہ

آنحضرت ﷺ دائی حلیمہ کے ہاں رونق افروز تھے۔ جب پانچ برس کے ہوئے تو گاؤں کے دوسرے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے جنگل میں جانے لگے۔ صبح جاتے اور شام کو بکریاں لے کر واپس چلے آتے۔ روز اسی طرح ہوتا۔

ایک دن حسب معمول گاؤں کے بچے جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے کہ یکا یک ڈاکو آن پڑے۔ ان کی ڈراؤنی شکلیں اور چمک دار تلواریں دیکھ کر سارے بچے سہم گئے۔ انہیں اور تو کچھ نہ سوجھی ہانپتے کانپتے گاؤں کی طرف بھاگے۔ صرف ایک بچہ ایسا تھا جو نہ ڈرا نہ بھاگا اور نہایت اطمینان سے چپ چاپ اپنی جگہ کھڑا رہا۔ محمد ﷺ اسی ننھے بچے کا نام تھا۔

لٹیرے اور ڈاکو ایک چھوٹے سے بچے کی موجودگی کا کیا خیال کرتے۔ انہوں نے بکریاں ہانک کر اکٹھی کیں اور لے چلے۔

بچہ نہایت جرأت سے بڑھا اور ڈاکوؤں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"یہ بکریاں تمہاری نہیں بلکہ گاؤں والوں کی ہیں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ جنگل میں چرنے کو بھیجی ہیں۔ اگر تم ان کو لے جانا چاہتے ہو تو پہلے چل کر گاؤں والوں سے پوچھ لو، وہ کہیں تو تم لے جانا"

ڈاکوؤں کو اس بچے کی ان باتوں پر بے اختیار ہنسی آ گئی اور انہوں نے بچے کی ایک نہ سنی اور بکریاں لے کر چلنے لگے۔

بچے نے جب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے میری بات نہیں مانی اور بکریاں لئے جا رہے ہیں تو وہ بکریوں کے ساتھ آگے بڑھا اور بکریوں کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکوؤں نے کم سن بچے کی اس دلیری کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور کہا۔ ہٹ جاؤ ہم یہاں سے بکریاں لے جائینگے۔

نہیں! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ نہ میں یہاں سے ہٹوں گا اور نہ بکریاں یہاں سے جائینگی، مجھے مار ڈالو اور بکریاں لے جاؤ۔ جب تک میں زندہ موجود ہوں بکریاں یہیں رہیں گی۔ یہ بچے کا جواب تھا۔

ڈاکو حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اتنا چھوٹا سا کمزور بچہ اور ایسا دلیر۔

حیرت اور تعجب کے جذبات لئے ہوئے قزاقوں کا سردار آگے بڑھا۔ اس نے بچے کو پیار کیا اور شفقت کے ساتھ پوچھا۔

"میاں! تم کس کے لڑکے ہو؟"

بچے نے جواب دیا۔

عبدالمطلب کا۔

سارے عرب میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو عبدالمطلب کے نام سے واقف نہ ہو۔ یہ نام سنتے ہی ڈاکو بولا۔

بے شک سردار قریش کے لڑکے کو ایسا ہی بہادر ہونا چاہئے۔ ننھے بہادر! میں

تمہاری دلیری کی قدر کرتا ہوا ان بکریوں کو یہیں چھوڑتا ہوں۔ اب ان کو کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا مگر یہ تو بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟

محمد (ﷺ)

بچے نے جواب دیا۔

محمد ﷺ محمد ﷺ واہ واہ کیسا عجیب اور کتنا پیارا نام ہے۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!!
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

ڈاکو نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

تمہاری پیشانی کا نور کہہ رہا ہے کہ جب تم بڑے ہو گے تو نہ صرف طائف بلکہ سارا عرب تمہاری ذات پر فخر کرے گا۔ اچھا ننھے بہادر! اسلام

یہ کہتے ہوئے ڈاکو رخصت ہو گئے۔ (حقیقت اسلام لاہور (مضمون شیخ اسماعیل پانی پتی) ماہ جولائی ۵۸ء ص ۴۱-۴۲)

بچپن میں بابا رتن رضی اللہ عنہ کو طویل العمر بنا دیا

تاریخ میں ہے کہ خطۂ ہند میں چاند دو ٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا، ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ بابا رتن بن ساہوگ ساکن تبرہندی جو نواح دہلی میں ایک مقام ہے پیدا ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے

پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر دین اسلام قبول کیا، جس کے لئے بعد میں حضرت محمد ﷺ نے طول عمر کی دعا کی، جو چھ سو بتیس ۳۲ سال تک دنیا میں زندہ رہے۔

تعارف بابا رتن رضی اللہ عنہ

صاحب قاموس اور مؤرخین اسلام نے کتب وتواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اوّل کتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۶۷۵ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اور ان کا ''معجزہ شق القمر'' کا مشاہدہ کرنا، ہندوستان سے بلاد عرب جانا اور مشرف بہ اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبدالرحمٰن صائغ حنفی سے نقل کیا ہے، انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۲ھ میں سنا کہ قاضی نورالدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور باپ کے ساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی، دفعۃً قافلہ میں شور وغل پیدا ہوا، دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے۔ وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پا سکتے تھے۔ جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت

سے لوگ اس درخت کے نیچے جمع ہیں، ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے۔ ہم کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی۔ جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے تو ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابا رتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے چھ مرتبہ طول عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل کو اتارو تا کہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں۔ تب ایک اور بزرگ نے اس زنبیل کو اتارا۔ زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی۔ جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پہل سے نکلتا ہے۔ پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا: جد بزرگوار! یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں، ان میں سے اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں، ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسول خدا ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابا رتن کا بیان

میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مال تجارت حجاز لے کر گیا، اس وقت میں جوان تھا، جب مکہ کے قریب پہنچا تو بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہہ رہا ہے، وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت نمکین تھا،

رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چرا رہا تھا۔ بارش کا پانی جوان کے اور اونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا۔ اس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اونٹوں تک کیسے پہنچوں۔ یہ حال دیکھ کر مجھے معلوم ہوا اور بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اور سیلاب کو طے کر کے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا۔ جب میں اونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا "بارك الله فى عمرك۔ بارك الله فى عمرك۔ بارك الله فى عمرك" میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مال تجارت فروخت کر کے وطن واپس آ گیا۔

ظہور معجزۂ شق القمر

وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہو گیا، اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کا خیال ہی نہ آیا، ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا، دفعتہً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں، ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی، رات اندھیری ہوتی تھی، وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہی ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا دونوں آسمان پر آ کر مل گئے، چاند اپنی اصلی حالت میں ماہ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ قافلہ ملکِ عرب سے آیا، اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی

نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں۔ اہل مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثل دیگر انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے، ایک مشرق میں غروب ہو، دوسرا مغرب میں، اور پھر دونوں اپنے مقامِ سے آکر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا۔ اس شخص نے بقدرتِ خدا ایسا کر دکھایا۔ جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاقِ زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں۔ چنانچہ میں نے سفر کا سامان درست کیا اور کچھ مالِ تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتہ دریافت کیا۔ لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا۔ میں دروازے پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخلِ حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے، چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور ساطع ہے۔ پہلے سفر میں مَیں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا تو مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اٹھا کر سیلاب سے باہر نکالا تھا۔ جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا ''وعليك السلام ادن منى ''اس وقت ان کے پاس ایک طبق پُر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی۔ اور نہایت تعظیم کے ساتھ ان کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا ''میرے

قریب آ۔ پھر انہوں نے فرمایا: کھانے میں موافقت کرنا متقضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا بے دینی وزندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کے شریک ہوا۔ وہ اپنے دستِ مبارک سے رطب اٹھا اٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے۔ علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چُن چُن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے، پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم اشارہ فرمایا کہ تُو نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اُتارا تھا اور اونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا۔ یہ سن کر میں نے پہچانا اور عرض کیا کہ اے جوانِ خوش رو! بے شک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: داہنا ہاتھ بڑھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا ''اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله'' میں نے اس کو ادا کیا، حضور ﷺ بہت مسرور ہوئے۔ جب میں رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ''بارك الله فى عمرك'' میں آپ سے رخصت ہوا۔ میرا دل بسبب ملاقات اور بسبب حصولِ شرفِ اسلام بہت مسرور تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی دعاء کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا، اس وقت میری عمر چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے۔ اس بستی میں جتنے لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔ انکے مزید حالات فقیر کی کتاب ''طویل العمر لوگ'' میں پڑھئے۔

بچوں سے خوش طبعی

نبی پاک ﷺ کے بچپن کا دور گزرا تو اعلانِ نبوت کے بعد بچپن کی اچھی باتیں بچوں کیلئے اچھی تھیں وہ آپ نے اپنی شریعت میں داخل فرمائیں، منجملہ ان کے بچوں سے خوش طبعی بھی ہے۔ چند روایات وحکایات حاضر ہیں۔

(۱) نبی پاک ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے، ان سے محبت کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کو پیار کرتے، اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔

(۲) بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لے لیتے۔ بڑی محبت سے ان کو کھلاتے۔ کبھی بچہ کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے تو بچہ خوش ہوتا اور بہلتا۔ کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے اندر کے تلوؤں پر بچہ کو بٹھا لیتے۔ کبھی سینۂ اطہر پر بچہ کو بٹھا لیتے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کو "یَاذَا الْاُذُنَیْنِ" یعنی اے دو کانوں والے کہہ کر پکارتے۔ (مشکوٰۃ کتاب الاداب باب المزاح دوسری فصل) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی تھے ابو عمیر نامی، انہوں نے ایک لال یا مولا پال رکھا تھا۔ ایک روز وہ مر گیا ابو عمیر اس کے رنج میں غمگین بیٹھے تھے۔ (مشکوٰۃ کتاب الاداب باب المزاح، پہلی فصل)

حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور جب ان کو مولے کے غم میں رنجیدہ دیکھا تو ارشاد فرمایا۔

"یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ" یعنی اے ابو عمیر! یہ تمہارے مولے نے کیا کیا۔ (یعنی تمہارا لال کیا ہوا)

(۴) اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ، جو بچہ ہم کو سب سے پہلے چھولے گا، ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے۔

بچے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آتے۔ کوئی آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر گرتا اور کوئی سینۂ اطہر پر، آپ ﷺ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ کو ایک انگوروں کا خوشہ دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو دے آؤ۔ میں وہ لے کر چلا، راستہ میں میرا دل اس کو کھانے کو چاہا اور میں اُسے کھا گیا۔ میری والدہ حضور اکرم ﷺ سے ملیں تو خوشہ کے بارے میں پوچھا کہ آپ کو انگوروں کا خوشہ پہنچ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ تو میری والدہ اور حضور اکرم ﷺ سمجھ گئے کہ میں اس کو راستہ میں کھا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ جب مجھ سے راستہ میں ملتے تو میرا کان پکڑ کر فرماتے۔ "یا غدر یا غدر" یعنی او دھوکے باز، او دھوکے باز۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

اگرچہ حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ کی مجالس میں وقار، سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی، یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی صحبتِ بابرکت میں ایسے باادب بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے

بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے۔ مگر پھر بھی آنحضرت ﷺ کی خوش طبعی ان متبرک صحبتوں کو اور بھی خوشگوار بنا دیتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اگر ایک طرف پیغمبرِ خدا کی حیثیت سے احترامِ رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ و تلقین میں مصروف رہے تو دوسری طرف آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک بے تکلف رفیق اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے۔ اگرچہ زیادہ تر اوقات میں آپ کی مجلس ایک دینی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ بنی رہتی تاہم کچھ دیر کے لئے خوش طبع مہذب دوستوں کی بیٹھک بھی بن جاتی، جس میں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں۔ گھر بار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے۔ غرض بے تکلفی سے آپ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں گفتگو کرتے۔

آپ کی ظرافت کس طرح کی تھی اس کی تشریح کی اس لئے ضرورت ہے کہ بہت سے کاموں میں ہمارے غلط عمل سے ہمارے نظریئے بدل چکے ہیں۔ تخیل کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہر چیز میں ہم اعتدال کو کھو بیٹھے ہیں۔ اگر ہم سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی و ظرافت ہم سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ کے عمل سے ہمیں ایک خاص معیار سامنے رکھنا ہے۔ آپ کی ظرافت کی تعریف آپ ہی کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے تعجب سے پوچھا کہ آپ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ہاں بے شک، مگر میرا مزاح سراسر سچائی اور حق ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، غیبت، بہتان، طعن و تشنیع، بے جا مبالغوں سے پورا پورا کام لیا گیا ہو۔ اب میں آنحضرت ﷺ کی ظرافت کے چند واقعات قلمبند کرتا ہوں کہ جن کے تحت ہم ظرافت کا صحیح تخیل قائم کر سکیں۔ اسی طرح اس کے بعد آنے والے بیان (بچوں کے ساتھ محبت) میں بھی مجھے صرف واقعات ہی بیان کرنا پڑیں گے جن سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ آپ کا صحابہ کے ساتھ محبت کا کیا طریقہ تھا۔

فائدہ: اس کے متعلق متعدد واقعات فقیر کی تصنیف ''اسلامی ہنسی مذاق'' میں ہیں چند نمونے یہاں بھی حاضر ہیں۔

(۱) ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سواری کے لئے درخواست کی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

میں تم کو سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ شخص حیران ہوا، کیونکہ اونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے، جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔

(مشکوٰۃ باب المزاح دوسری فصل، ترمذی، ابوداؤد)

(۲) ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت نصیب کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی'' یہ فرما کر آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف

لے گئے۔ بڑھیا نے حضور اکرم ﷺ کے الفاظ سنتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جب سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا رو رہی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔ (مشکوٰۃ کتاب الاداب باب المزاح دوسری فصل)

(۳) نبی پاک ﷺ کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپ ﷺ کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے حضور اکرم ﷺ ادھر تشریف لے آئے۔ ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جا کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور بطور ظرافت آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، کون ہے؟ مڑ کر دیکھا تو سرور عالم ﷺ تھے۔ حضرت زاہر نے کہا کہ "یارسول اللہ ﷺ! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اٹھائیگا۔ (مشکوٰۃ باب المزاح دوسری فصل)

مزید مزاحیہ باتیں فقیر کے رسالہ "اسلامی ہنسی مذاق" میں پڑھیے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

مصنف

جگر گوشۂ حضور غوث الاعظم ظلالہ العلم

حضرت علامہ سید محمد حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) رحمۃ اللہ علیہ

سابق امیر جامعہ نظامیہ وصدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن

ناشر

اویسی بُک سٹال